عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۷ روپے

جلد: ۲۵ | یکم تا ۸/ صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۸/ مارچ ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۹

انسانیت کا عظیم مرتبہ

قرآن اور انسانی زندگی

مسلمانوں کی اندرونی حالت

گزشتہ قوموں سے سبق حاصل کیجئے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

توہین رسالت کا مرتکب واجب القتل ہے:

س:...... اگر اسلامی حکومت میں رہنے والا کافر‘ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالی دے تو کیا اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا؟

حدیث میں ہے کہ جو ذمی اللہ کے رسول کو گالی دے‘ اس کا ذمہ ٹوٹ جاتا ہے‘ وہ واجب القتل ہے۔

ج:...... فقہ حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ جو شخص اعلانیہ گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے۔ درمختار اور شامی میں اس کا واجب القتل ہونا نہایت تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور خود شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (جن کو غیرمقلد اپنا امام مانتے ہیں) کی کتاب ”الصارم المسلول“ میں بھی حنفیہ سے اس کا واجب القتل ہونا نقل کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اس موضوع پر مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے:

”تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد صحابہ الکرام علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام“۔

یہ رسالہ مجموعہ رسائل ابن عابدین میں شائع ہو چکا ہے۔ الغرض ایسے گستاخ کا واجب القتل ہونا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

اور یہ جو بحث کی جاتی ہے کہ اس سے عہد ذمہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ یہ محض ایک نظریاتی بحث ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے اور کافر وہ پہلے ہی سے ہے‘ لہٰذا اس سے ذمہ نہیں ٹوٹے گا‘ مگر اس کی یہ حرکت موجب قتل ہے۔

اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ شخص ذمی نہیں رہا‘ حربی بن گیا‘ لہٰذا واجب القتل ہے۔

پس نتیجہ بحث دونوں صورتوں میں ایک ہی نکلا۔ نظریاتی بحث صرف توجیہ وتعلیل میں اختلاف کی رہی۔ حدیث میں بھی اس کے واجب القتل ہونے ہی کو ذکر فرمایا گیا‘ اس کے ذمہ ٹوٹنے کو نہیں۔ اس لئے یہ حدیث حنفیہ کے خلاف نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تصغیر کا صیغہ استعمال کرنا بھی کفر ہے:

س:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کے باوجود بھی کیا کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے۔ فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے لئے تصغیر کا صیغہ استعمال کیا‘ تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۹ یکم تا ۸/صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۸/مارچ ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد عبدالکریم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا بشیر احمد
- علامہ احمد میاں حمادی
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن مینیجر: محمد انور رانا
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

	اداریہ	4
شاتم رسول کو شرعی سزا دی جائے	ادارہ	6
انسانیت کا عظیم مرتبہ	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	11
قرآن اور انسانی زندگی	محمد ابراہیم قاسمی	15
دارالعلوم دیوبند	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی	21
گزشتہ قوموں سے سبق حاصل کیجئے	شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ	23
مسلمانوں کی اندرونی حالت	مولانا شمس الحق ندوی	26

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری
طابع: سید شاہد حسین
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت
ایم اے جناح روڈ کراچی

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ادار یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توہین آمیز خاکوں کے خلاف امت مسلمہ سراپا احتجاج

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر کراچی کے سرکردہ علمائے کرام‘ دینی مدارس اور مذہبی جماعتوں کا ایک نمائندہ اجلاس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں جامعہ کے ناظم مولانا امداداللہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان‘ مولانا سعید احمد جلال پوری‘ مولانا عبدالکریم عابد‘ مفتی عبدالحمید‘ مفتی محمد‘ مفتی عثمان یارخان‘ مولانا محمد احمد مدنی‘ قاری محمد عثمان‘ مولانا محمد انور‘ مولانا سیف اللہ ربانی‘ مولانا طلحہ رحمانی‘ مولانا سلیم اللہ ترکی‘ مولانا قاضی احسان احمد‘ مفتی رفیق احمد بالاکوٹی‘ محمد انور اور دیگر نے شرکت کی۔ اجلاس میں اتوار 26 فروری کو ’’تحفظ ناموس رسالت مارچ‘‘ کے انعقاد کا فیصلہ ہوا‘ مارچ دن کے دو بجے شامزئی چورنگی تا شارع قائدین کیا جائے گا‘ مارچ کے اختتام پر ملک کے ممتاز مذہبی قائدین مارچ کے شرکاء سے خطاب کریں گے‘ مارچ کو کامیاب بنانے کے لئے شہر میں مختلف اجتماعات منعقد کئے جائیں گے‘ علاوہ ازیں فیصلہ کیا گیا کہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف جمعہ 24 فروری کو یوم احتجاج منایا جائے گا‘ علمائے کرام اور مشائخ عظام نماز جمعہ کے اجتماعات کے موقع پر توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف تقاریر کریں گے اور عوام الناس کو مسئلہ کی حساسیت سے آگاہ کریں گے۔ تحفظ ناموس رسالت مارچ کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں‘ جن میں مولانا امداداللہ‘ مولانا ڈاکٹر عادل خان‘ مولانا محمد اسعد تھانوی‘ مولانا سعید احمد جلال پوری‘ مولانا عبدالکریم عابد‘ قاری محمد عثمان‘ مفتی محمد‘ مفتی عبدالحمید‘ مولانا محمد احمد مدنی‘ مولانا طلحہ رحمانی‘ مفتی عثمان یارخان‘ مولانا سیف اللہ ربانی‘ مفتی عثمان یارخان‘ مولانا سلیم اللہ ترکی‘ مفتی رفیق احمد‘ مولانا محمد غیاث‘ قاری عبدالماجد‘ مولانا ولی خان المظفر اور دیگر علماء شامل ہیں۔ بعد ازاں جامعہ فاروقیہ میں ملک کے اکابر علمائے کرام کا ایک اعلیٰ سطحی اجلاس وفاق المدارس العربیہ کے صدر مولانا سلیم اللہ خان کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مفتی محمد رفیع عثمانی‘ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر‘ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی‘ وفاق المدارس العربیہ کے ناظم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری‘ تحفظ ناموس رسالت مارچ کی انتظامی کمیٹی کے اراکین مولانا امداداللہ‘ مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان‘ قاری محمد عثمان اور دیگر نے شرکت کی۔ اجلاس میں شریک علمائے کرام نے اتوار 26 فروری کو ’’تحفظ ناموس رسالت مارچ‘‘ کے انعقاد کے فیصلہ کو سراہا اور اس کی مکمل تائید کرتے ہوئے کراچی کے تمام علمائے کرام‘ دینی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ‘ شہر کے غیور مسلمانوں‘ تاجروں‘ مزدوروں‘ ٹرانسپورٹروں‘ ملازمین سمیت زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے پُرزور اپیل کی کہ وہ اتوار 26 فروری کو ’’تحفظ ناموس رسالت مارچ‘‘ کو اس کی شایانِ شان کامیاب بنائیں اور مارچ میں بھرپور شرکت کر کے عشق مصطفیٰ کا ثبوت دیں اور ناموس مصطفیٰ کے تحفظ کا عہد کریں۔ ’’تحفظ ناموس رسالت مارچ‘‘ کی انتظامی کمیٹی کے وفد نے کراچی کے مقتدر علمائے کرام سے ملاقاتیں شروع کر دیں جبکہ شہر کے مختلف مقامات پر اجتماعات منعقد کئے گئے۔ اس حوالے سے کراچی پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کی گئی جس کا متن درج ذیل ہے:

’’تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ‘‘ کی انتظامی کمیٹی کے اراکین مولانا امداداللہ‘ مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان‘ مولانا محمد اسعد تھانوی‘ مولانا عبدالکریم عابد‘ قاری اللہ داد‘ قاری محمد عثمان‘ مفتی عبدالحمید‘ مفتی عثمان یارخان‘ مولانا محمد احمد مدنی‘ مولانا طلحہ رحمانی‘ مولانا قاضی احسان احمد نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مشتمل توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا مسئلہ اس وقت عالم اسلام ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا اہم ترین اور حساس ترین مسئلہ بن چکا ہے۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت محض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام اور پوری دنیا کے ایک ارب بیس کروڑ سے زائد مسلمانوں کی بھی توہین ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وآبرو اپنی جان ومال اور عزت وآبرو سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں نے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف زبردست احتجاج اور مظاہرے کئے اور ہر فورم اور میڈیا کے ذریعہ توہین رسالت کے اس واقعہ پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا۔ ناموسِ رسالتؐ کے تحفظ کے لئے صحافی برادری بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی۔ اسلام آباد میں صحافیوں نے توہین آمیز خاکوں کے خلاف بھرپور احتجاج کر کے غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیا۔ دینی جماعتوں' ارکان قومی اسمبلی' سینیٹرز' تاجر' وکلاء' ملازمین' خواتین سمیت زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے توہین آمیز خاکوں کے خلاف احتجاج اور مظاہروں میں بھرپور حصہ لیا۔ اسی سلسلہ میں کراچی کے سرکردہ علمائے کرام' دینی مدارس کے ارباب اختیار اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں کے ایک نمائندہ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 26 فروری بروز اتوار ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' دن کے دو بجے شاہراہ فیصل (?) شارع قائدین کیا جائے گا۔ مارچ مکمل طور پر پُرامن ہوگا۔ مارچ سے ملک کے ممتاز مذہبی قائدین متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن' وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان' سینیٹر مولانا سمیع الحق' دارالعلوم کراچی کے نائب صدر جسٹس (ریٹائرڈ) مولانا محمد تقی عثمانی' جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنما حافظ حسین احمد' پاکستان شریعت کونسل کے سربراہ مولانا فداالرحمٰن درخواستی' مولانا اسفندیار خان' مولانا محمد اسعد تھانوی' مفتی محمد زرولی خان' ڈاکٹر خالد محمود سومرو اور دیگر رہنما خطاب کریں گے۔ مارچ کو کامیاب بنانے کے لئے کمیٹیاں تشکیل دیدی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف جمعہ 24 فروری کو یوم احتجاج منایا جائے گا۔ اس موقع پر علمائے کرام' مشائخ عظام اور مساجد کے ائمہ حضرات نماز جمعہ کے اجتماعات کے موقع پر توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف تقاریر کریں گے' عوام الناس کو مسئلہ کی حساسیت سے آگاہ کریں گے اور عوام سے 26 فروری بروز اتوار کے ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کو کامیاب بنانے کی اپیل کریں گے۔ اس سلسلہ میں صورت حال یہ ہے کہ ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کے انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ شہر کے مختلف علاقوں میں علاقائی سطح پر اجتماعات کا سلسلہ جاری ہے' جن میں علمائے کرام ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کو کامیاب بنانے کے لئے بیانات اور تقاریر کر رہے ہیں۔ ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کی انتظامی کمیٹی کے اراکین شہر بھر کے تمام چھوٹے بڑے دینی مدارس کا دورہ کر رہے ہیں اور علمائے کرام سے ملاقاتیں کر کے ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کو کامیاب بنانے کی سعی کر رہے ہیں۔ انشاءاللہ مارچ میں عوام کی بھرپور شرکت کی توقع ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں۔ اس موقع پر ہم تمام دینی وسیاسی جماعتوں' تاجر' وکلاء' صنعتکار' ملازمین' ٹرانسپورٹرز' خواتین سمیت زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف جمعہ 24 فروری کے یوم احتجاج اور اتوار 26 فروری کے ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' میں بھرپور حصہ لے کر شانِ رسالت میں گستاخی کی شدید مذمت کریں۔ ہم ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' میں شرکت کرنے والوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کو مکمل طور پر پُرامن رکھیں' اسلام کے غیر تشدد پسندانہ تشخص کو اجاگر کرنے میں ہمارا ساتھ دیں' قومی اور نجی املاک کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانے سے گریز کریں اور شرپسندوں پر کڑی نگاہ رکھیں۔ اس موقع پر ہم صحافی برادری سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مسئلہ کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے امت مسلمہ کا بھرپور ساتھ دے اور میڈیا کو حتی المقدور ناموسِ رسالتؐ کے تحفظ اور توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف ردعمل کے اظہار کے لئے استعمال کرے۔ ہمیں امید ہے کہ صحافی برادری اپنے تمام تر وسائل کو ناموسِ رسالتؐ کے تحفظ کے لئے استعمال کرے گی۔''

24 فروری کے یوم احتجاج اور 26 فروری کے ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' کی مکمل رپورٹ انشاءاللہ اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

شاتم رسول ﷺ کو شرعی سزا دی جائے

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف ملک بھر میں احتجاج کی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ملک بھر میں تحفظ ناموس رسالت کے عنوان سے احتجاجی مظاہرے اور جلسے ہوئے، مبلغین نے مقامی طور پر اپنے اپنے حلقہ میں یورپی اخبارات کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے خلاف بھرپور احتجاج کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ جس طرح حکومت دشمنان اسلام کے ایما پر مسلمانوں کو امریکا اور برطانیہ کے حوالے کرتی ہے، ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستانی حکومت، ڈنمارک حکومت اور ان تمام ممالک سے جو گستاخی میں ملوث ہیں ان سے مطالبہ کرے کہ ہمارے دشمن جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے انہیں ہمارے حوالہ کیا جائے تاکہ ہم انہیں شرعی سزا دے سکیں۔ مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ توہین رسالت میں ملوث یورپی ممالک کا اقتصادی بائیکاٹ کر کے دینی غیرت کا ثبوت دیں۔

عالم کفر نے ایک گہری سازش کے تحت توہین رسالت پر مبنی کارٹون شائع کیے ہیں، ویسے بھی کارٹون اپنے اندر ایک توہین کا پہلو لئے ہوئے ہوتا ہے، یہ بذات خود ایک ناپاک جسارت ہے، لیکن نام نہاد امن کا داعی امریکی بش ملعون نے ڈنمارک کے وزیر اعظم کو معافی نہ مانگنے اور حمایت کا یقین دلانے کا فون کیا، اس پر جہاں مسلمانوں کے مذہبی جذبات نہایت مجروح ہوئے ہیں، وہاں ہمارے مسلم ممالک خصوصاً ہمارے پیارے وطن پاکستان کے روشن خیال، خود ساختہ دہشت گردی کے حوالہ سے امریکی اتحادی ہونے پر فخر کرنے والے حکمرانوں کو بھی ہوش آ جانا چاہئے۔ اس وقت الحمدللہ! پوری امت مسلمہ سراپا احتجاج ہو کر بیک زبان مطالبہ کر رہی ہے، اس سازش میں شریک تمام کفر ممالک امت مسلمہ سے معافی مانگتے ہوئے ذمہ دار افراد کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے رہنماؤں مولانا عبدالرؤف، صدر متحدہ مجلس عمل اسلام آباد، مولانا قاری عبدالوحید قاسمی جنرل سیکریٹری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا مفتی محمود الحسن، مفتی خالد میر نے دفتر اسلام آباد میں صحافیوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان، او آئی سی کا ہنگامی اجلاس طلب کرے جس کے ذریعہ اقوام متحدہ سے تمام آسمانی کتب، انبیائے کرام علیہم السلام اور مذہبی شخصیات کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی قانون بنوائے۔ ناموس رسالت کی توہین کے مرتکب کے لئے صرف اور صرف سزائے موت ہی کا قانون وضع ہو، اس سے کم نہیں، ہم انشاء اللہ تحفظ ناموس رسالت کے لئے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اجلاس میں مولانا عبدالقدوس محمدی کے علاوہ روزنامہ نوائے وقت، جنگ، پاکستان، اسلام، مسلمان، جناح، ہمدرد، خبریں اور شانیوز کے نمائندگان اور پریس رپورٹرز نے شرکت کی۔ کفر اپنی تباہی اور بربادی کا سامان جمع کر چکا ہے، مسلمان حکمران اپنی دنیا و آخرت بچانے کے لئے گستاخان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر قسم کے تعلقات فوراً ختم کر دیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا محمد طیب فاروقی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے جامع مسجد سیدنا بلال شاہ بھارہ کہو میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ اسلام میں جب بھی کسی نے توہین رسالت کی تو وہ اپنے منطقی انجام سے نہیں بچ سکا اور امت مسلمہ نے اس بدبخت کو قطعاً معاف نہیں کیا، مسیلمہ کذاب سے لے کر یوسف کذاب، گوہر شاہی، سلمان رشدی کے علاوہ تمام تر گستاخوں کا عبرتناک انجام روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آج ہم مسلمان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر خون کے آنسو رو رہے ہیں، ہمیں ان ملعونوں کی ناپاک جسارت سے جتنا دکھ اور تکلیف پہنچی ہے وہ ایک علیحدہ امر ہے، مگر ان ظالموں نے اپنی تباہی اور بربادی کا سامان کر لیا ہے اور اپنی اسلام دشمنی، روشن خیالی، نام نہاد وسعت ظرفی اور امن پسندی کی حقیقت واضح کر دی۔ اسلام تمام آسمانی کتب اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا احترام فرض قرار دیتا ہے اور ان کی توہین کو ناقابل معافی جرم بتاتا ہے، ہم جس طرح حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ فرض سمجھتے ہیں بالکل اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی عزت و عظمت کا تحفظ بھی فرض سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو جہاں دیگر وجوہ کفر کی بنا پر کافر قرار دیا گیا ان میں سے ایک بنیادی وجہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

توہین اور تنقیص بھی ہے لہٰذا دنیا بھر کے نام نہاد عیسائیوں اور یہودیوں کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔ اسلام آباد میں مختلف مقامات میں منعقد ہونے والی تحفظ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ریلیوں اور قومی مشاورت حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے علماء نے کہا کہ کفر نے ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کر کے امت مسلمہ کو اپنے خلاف جنگ کے لئے تیار کر دیا ہے' ہم امریکی بش اور اس کے حواری اسلام دشمن' دنیائے انسانیت کے بدترین افراد جنہوں نے توہین آمیز خاکوں کو شائع کیا انہیں بتا دینا چاہتے ہیں کہ انشاءاللہ اب ان کا انجام بہت قریب ہے۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی نے اسلام آباد میں قومی مشاورت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی اور کہا کہ حکومت فوری طور پر اس ناپاک جسارت میں ملوث ممالک سے سفارتی اور دیگر تعلقات ختم کر کے ان کے سفیروں کو نکال دے اور اپنے سفیروں کو ان ممالک سے واپس بلا لے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ نام نہاد امن کے ٹھیکیدارو! بین المذاہب منافرت مت پھیلاؤ' تمام مذاہب کی مذہبی شخصیات کے تحفظ کا بین الاقوامی قانون وضع کرو اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے گستاخوں کی سزا بلا امتیاز صرف اور صرف سزا سزائے موت قرار دو۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی نے جامع مسجد سیدنا فاروق اعظمؓ میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ ہر قیمت پر کیا جائے گا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی عزت و تکریم کرنا اسلام کا بنیادی درس ہے' کسی بھی نبی اور رسول کی توہین و تنقیص کرنے والا شخص' اگر وہ مسلمان ہے تو دائرہ اسلام سے خارج' مرتد اور واجب القتل ہے اور اگر کسی اور مذہب سے تعلق رکھتا ہے تو بھی یہ جرم ناقابل معافی ہے۔ انہوں نے مزید کہا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حکومت پاکستان سے پُر زور مطالبہ کرتی ہے کہ توہین آمیز خاکے شائع کرنے والوں کے خلاف فوری ایکشن لے کر ان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں اپنا فریضہ ادا کر کے اہل پاکستان کی ترجمانی کا حق ادا کریں۔ ہم مسلمان قوم سے اپیل کرتے ہیں کہ پاکستانی املاک کو نقصان پہنچانے سے گریز کرتے ہوئے پرامن احتجاجی ریلیوں' جلوس اور جلسوں میں شرکت کر کے غیرت ایمانی کا ثبوت دیں' نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا اصل تقاضا یہ ہے کہ دشمنانِ اسلام' دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مصنوعات کا سوشل بائیکاٹ کریں تا کہ ان کی معیشت کمزور ہو۔ مولانا محمد طیب فاروقی نے ٹانڈہ' سرخ پور' کوٹ جمیل' بربلہ شریف' جلال پور' اعوان شریف بھمبر' کڑیانوالہ کا تبلیغی دورہ کر کے مختلف مساجد میں بیان کیا۔ جس میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت' اسلام کا عادلانہ نظام' عصمت انبیاء کرام علیہم السلام کے اہم مصنوعات کے علاوہ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کیا کہ قادیانیت کوئی مذہبی فرقہ نہیں اور نہ ہی کسی مذہب کا نام ہے بلکہ خالصتاً استعماری قوتوں اور انگریز کی جاسوسی اور یہودیت کے چربہ کا نام قادیانیت ہے۔

کراچی میں شہر کی اہم مساجد میں توہین رسالت میں ملوث تمام ممالک کا اقتصادی بائیکاٹ اور حکومت پاکستان سے گستاخی کا ارتکاب کرنے والے تمام ممالک سے اپنے سفیر واپس بلانے کا مطالبہ کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حالیہ گستاخی کے واقعات کی مذمت کے حوالے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی اپیل پر جامع مسجد باب الرحمت میں خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے محسن ہیں' اپنے محسن کی قدر ہر ذی شعور انسان کرتا ہے' مگر یورپی ممالک نے یہ گھناؤنا کام کر کے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے' حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جس طرح حکومت سماجی کاموں کے لئے کانفرنسیں بلاتی ہے' ایسے ہی مسلم اُمہ کا نمائندہ اجتماع بلا کر اس مسئلہ کو سنجیدگی سے سوچا جائے تا کہ مستقبل میں پیدا ہونے والے حالات کا مقابلہ کیا جا سکے۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر واقع جامع مسجد باب الرحمت میں اکابر علماء کرام کا ایک اہم اجلاس ۱۹/ فروری بعد نماز مغرب جامعہ فاروقیہ کراچی کے مولانا محمد عادل خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مقامی علماء کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی' تمام اکابر علماء کرام کی آرا کی روشنی میں اجلاس کے اختتام پر تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دی گئی' جس کے سربراہ مولانا امداداللہ مقرر ہوئے اور اس کمیٹی میں دیگر ارکان کے علاوہ جناب ڈاکٹر محمد عادل خان' مولانا مفتی عبدالحمید' مفتی محمد اور اہم علماء کرام شامل ہیں۔ دریں اثنا مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد باب الرحمت نمائش میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اتنی بلند ہے کہ کائنات میں رب کریم کے بعد ان کا مقام ہے' کوئی ان کی شان میں اہانت کرتا ہے تو وہ یوں ہے جیسے کوئی چاند پر تھوکے تو یہ تھوک اس کے اپنے منہ پر گرے گا۔ انہوں نے کہا کہ مغرب مسلمانوں کو انتہا پسند کہتا ہے جبکہ مغربی دنیا اپنے ذاتی معاملات میں مسلمانوں سے زیادہ شدت پسند اور انتہا پسند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مغربی نشریاتی ادارہ کی طرف سے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جو کہ اللہ کے سچے نبی ہیں اور قربِ قیامت میں دوبارہ نازل ہوں گے) کی شان میں اہانت پر مبنی فلم بنانے پر مسیحی برادری سیخ پا ہوتی ہے اس سے ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں تو کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نبی نہیں؟ کیا امت مسلمہ کے جذبات نہیں؟ کیا حضورؐ کے تقدس پر ہمارا احتجاج کرنا ہماری آزادی اظہار رائے کا حق نہیں؟ کیا حضورؐ امت کے محسن نہیں؟ ہم تمام امور پر نہایت متانت اور شائستگی سے سوچتے ہوئے اپنے نبی کی عزت و توقیر کے حوالہ سے اپنے جذبات کا اظہار کرنے کا حق رکھتے ہیں' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ارباب اقتدار سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ دینی غیرت اور حمیت کا ثبوت دیں' ان گستاخ ممالک کا اقتصادی بائیکاٹ کریں' ان سے اپنے سفارتی تعلقات ختم کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی طرف سے اسلام کی سربلندی' عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ پر مبنی ایک ہینڈ بل ترتیب دیا گیا' جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور ان کے تقدس کو واضح کیا گیا اور امت مسلمہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ گستاخی کے مرتکب تمام ممالک کا اقتصادی بائیکاٹ کرے تاکہ ان کو معاشی اور معاشرتی نقصان کا شدت سے سامنا کرنا پڑے اور آئندہ مادیت پرست ممالک ایسے گھناؤنے عمل سے گریز کریں۔ ہینڈ بل ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

کوئٹہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے اجلاس میں ڈنمارک کے اخبار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کی اشاعت کی شدید مذمت کی گئی اور اس بے حرمتی کے المیہ اور جسارت پر تشویش و افسوس کا اظہار کیا گیا۔ عالم اسلام کے حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور شرمناک حرکت کے مرتکب افراد کو بے نقاب کر کے سزا دلوائی جائے یہ مطالبہ اتوار کی صبح مجلس تحفظ ختم نبوت میں صوبائی امیر مولانا عبدالواحد کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں کیا گیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے ڈنمارک کے اخبارات میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون کی اشاعت پر انتہائی رنج و غم اور تشویش کا اظہار کیا اور کہا گیا کہ مغربی ذرائع ابلاغ شعائر اسلام کی توہین کر کے عالم اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں' اس سے قبل امریکی فوجیوں نے گوانتاناموبے میں قرآن پاک کی توہین کی انتہائی مذموم حرکت کی' اب تسلسل سے مغربی ملکوں کے اخبارات میں شعائر اسلام کی توہین کا سلسلہ جاری ہے' اگر مسلمان اس پر ردعمل کا اظہار کرتے ہیں تو ان کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور اس طرح اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ عالم اسلام کے حکمران اس حرکت کا سنجیدگی سے نوٹس لیں۔ او آئی سی کی طرف سے مذمت کا بیان کافی نہیں ہے بلکہ ڈنمارک' ناروے سمیت گستاخی کرنے والے تمام ممالک سے تمام اسلامی ملک اپنے سفارتی تعلقات منقطع کردیں اور اس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں' اجلاس میں بلوچستان میں مجلس کی تنظیمی امور اور تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا اور محرم الحرام کے پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ اجلاس میں نئے مبلغ مولانا نثار احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس پرفتن دور میں مسلمان اغیار اور عالم کفر کی سازشوں سے باخبر رہیں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں۔ علماء کرام اور کارکن اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کریں اور ہر ہفتے محلے کی مسجد میں تبلیغی پروگرام ترتیب دیا جائے' جس میں اسلام کے دفاع اور قادیانیوں کی سرکوبی کے لئے خود کو تیار کیا جائے۔ فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی کی جائے اور محرم الحرام میں اتحاد و یگانگت کی فضا برقرار رکھنے کے لئے کام کیا جائے' اس موقع پر سانحہ منیٰ کے شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اجلاس میں قاری انوار الحق حقانی' قاری عبداللہ منیر' قاری عبدالرحیم رحیمی' مولانا نثار احمد' حاجی تاج محمد' حاجی خلیل الرحمٰن' حاجی شاہ محمد آغا' حاجی نعمت اللہ خان' حاجی عارف محمود بھٹی' حافظ خادم حسین گجر اور دیگر نے شرکت کی۔

حیدرآباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے ڈنمارک کے اخبارات میں چھپنے والے خاکے کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالتؐ کی اہانت میں ڈنمارک کے اخبارات میں چھپنے والے خاکے کو کوئی بھی مسلمان برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں' انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مسلمانوں نے ہر دور میں قربانیاں دی ہیں' موجودہ دور کا کفر اگر یہ سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کو روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو برداشت کرنے پر مجبور کردیں گے تو یہ ان کی بھول ہے' پوری دنیا کے مسلمان یک جان اور یک آواز ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر کوئی سودے بازی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں' انہوں نے حکومت پاکستان پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کررہی۔ ڈنمارک' ناروے اور دیگر یورپی ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کر کے ان کے سفیروں کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک بدر کیا جائے۔ مولانا محمد نذر عثمانی نے پاکستان کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں' انجمن تاجران' وکلاء برادری اور تمام غیور مسلمانوں کی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جدوجہد کو سراہا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' جمعیت علماء اسلام اور دیگر مذہبی جماعتوں کے تعاون سے ایک پرامن عظیم

الشان احتجاجی مظاہرہ سائٹ ایریا کوٹری میں ہوا' جس کی قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹری کے امیر غلام محمد بھٹہ' حاجی محمد زمان خان' مولانا محمد عمر' مولانا عبدالمجید' مولانا بشیر احمد تونسوی' مولانا محمد ابراہیم کر رہے تھے۔ احتجاجی جلوس خورشید کالونی سے شروع ہوکر سائٹ ایریا چوک پر ایک احتجاجی جلسہ میں تبدیل ہوگیا' جہاں پر ڈنمارک اور ناروے کے پرچم جلائے گئے اور ان ممالک کے وزراء اعظم کے پتلے نذر آتش کیے گئے' مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ مسلمان عزت رسولؐ کے تحفظ کے لئے غازی علم الدین شہید کا کردار دہرانا جانتے ہیں۔ پاکستان اور پوری دنیا میں ہونے والے احتجاج نے عالم کفر کو سوچنے پر مجبور کر دیا' مقررین نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت و ناموس کے بھی محافظ ہیں' لہٰذا عیسائیت و یہودیت کے گماشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے سے باز رہیں۔ مقررین نے یورپی یونین اور خاص طور پر ڈنمارک' ناروے کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی' میرپور خاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور حیدرآباد کے مشہور معروف خطیب حضرت مولانا قاری کامران احمد نے پیام مصطفیٰ کانفرنس لیبر کالونی سائٹ ایریا کوٹری میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ توہین رسالت کا مرتکب مرزا قادیانی' یوسف کذاب' گوہر شاہی ہو یا ڈنمارک کا کوئی باشندہ' مسلمانان عالم کسی کی بھی جانب سے کی گئی توہین رسالت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں' مسلمانوں کو اپنے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت اور عقیدت ہے کہ کوئی آپؐ کے دوستوں (صحابہ کرامؓ) کی بھی اگر توہین کردے تو مسلمان اسے بھی معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے' انہوں نے کہا کہ یہود و نصاریٰ ایک سازش کے ذریعے مسلمانان عالم کے جذبات کو بھڑکا کر اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں' علماء نے مطالبہ کیا کہ توہین آمیز خاکے بنانے والوں کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں حکومت پاکستان کیس رجسٹر کرا کر انہیں سزا دلوائے۔

ٹنڈو آدم میں ۹/فروری بروز بدھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما علامہ احمد میاں حمادی نے ڈنمارک اور ناروے سمیت دیگر یورپی ممالک کے اخبارات میں توہین رسالت پر مبنی خاکے شائع کرنے کے خلاف لائحہ عمل طے کرنے کے لئے تمام مکاتب فکر سیاسی سماجی مذہبی جماعتوں کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا' جس میں تمام مسلک کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ ۱۰/فروری بروز جمعہ ٹنڈو آدم میں مکمل شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوگی اور بعد نماز جمعہ تمام مساجد اور امام بارگاہوں سے جلوس کی شکل میں آکر جامع مسجد ختم نبوت پر جمع ہوں گے' وہاں سے محمدی چوک جایا جائے گا' جہاں پر تمام علماء اپنا احتجاج ریکارڈ کرائیں گے۔ اجلاس علامہ حمادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ چنانچہ ۱۰/فروری کو ٹنڈو آدم شہر میں مکمل اور بے مثال ہڑتال رہی' غالباً بے نظیر دور حکومت میں گستاخ رسول سلامت مسیح' رحمت مسیح کے بیرون ملک فرار ہونے کے بعد اب یہ تاریخی ہڑتال تھی' سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر کے علاوہ اسکول اور کالج میں حاضری نسبتاً کم رہی' ٹریفک غیر معمولی کم تھا۔ سہ پہر تین بجے علامہ احمد میاں حمادی کی قیادت میں ہزاروں افراد پر مشتمل ایک بہت بڑا جلوس جامع مسجد ختم نبوت سے ٹنڈو آدم کے محمدی چوک جہاں پر دس ہزار افراد آرام سے سما سکتے ہیں' روانہ ہوا' جلوس محمدی چوک پہنچا' جگہ کم ہونے کے باعث مشتعل افراد نے جلوس سے قدرے فاصلے پر ڈنمارک' ناروے' فرانس' جرمنی کے صدور و وزراء کے پتلے اور ان ممالک کے جھنڈے نذر آتش کیے' پتلوں کو گدھوں پر سوار کر کے ان کے گلوں میں جوتوں کے ہار ڈال کر لایا گیا تھا۔ احتجاجی مظاہرے سے علامہ احمد میاں حمادی' مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی' علامہ محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' حکیم حفظ الرحمٰن' محمد اعظم قریشی' ماسٹر سلیم مدنی' حافظ محمد فرقان انصاری' ڈاکٹر محمد خالد آرائیں' جماعت اسلامی کے عبدالعزیز غوری ایڈووکیٹ' مشتاق عادل' جمعیت علماء اسلام کے حاجی محمد ہاشم بروہی' مولانا محمد عثمان سموں' مفتی محمد امان اللہ بلوچ' جمعیت علماء پاکستان کے حافظ محمد راشد' محمد صدیق بھٹی' خان محمد معصومی' تحریک جعفریہ کے مہدی حسن' شاہ قیصر حسین چغتائی' مرکزی امام بارگاہ کے حبیب اللہ خان مری' سفینۂ اہلبیت کے مہتاب علی شیخ' انجمن معصوم علی اصغر کے محسن علی شاہ' شاہ میڈیکل ایسوی ایشن کے محمد اسلم خان' محمد اشتیاق بھیا' گرین مرچنٹس ایسوی ایشن کے محمد حسین بروہی' ٹیچرز ایسوی ایشن کے ماسٹر محمد یوسف' پریس کلب کے محمد عمران غوری' غلہ منڈی کے بدرالدین' شبان ختم نبوت کے مولانا بہاؤالدین زکریا' انجمن تاجران کے میاں محمد ناظم حاجی خلیل میمن' تبلیغی مرکز کے قاری عطاء الرحمٰن' اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے قاری دھنی بخش لاشاری' انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت حافظ محمد زاہد حجازی' حافظ رفیع الدین انڈھڑ سمیت پاسبان' انجمن طلبہ اسلام' جمعیت طلبہ اسلام' مسلم لیگ (ن)' پی پی پی کے رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ مقررین نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر عہد کیا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ہمیں انگاروں پر لٹا دیا جائے' زندہ زمین میں دفن کر دیا جائے' ہم سے ہمارے بچے چھین کر ہمارے آگے انہیں آگ پر لٹا دیا

جائے اور ہم سے کہا جائے کہ توہین رسالت پر نرم گوشہ رکھو تو ہم یہ سب کچھ برداشت کرلیں گے' مگر ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے دل میں کوئی نرم گوشہ نہیں لائیں گے۔ مظاہرین نے کہا کہ یورپی ممالک کو توہین آمیز معذرت شائع کرنے کی جرأت صدر پاکستان جناب پرویز مشرف کی غلط پالیسیوں کے سبب ہورہی ہے' اس لئے ہم غیر مسلم ممالک سے احتجاج کرنے کے ساتھ ساتھ جنرل مشرف سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسلام دشمن' علماء اور مدارس دینیہ کے خلاف اور امریکا حمایت پالیسیاں یکسر ختم کردے اور امریکا' ڈنمارک' ناروے' جرمنی سے اپنے سفارتی تعلقات ختم کردے اور توہین رسالت کے مجرموں کو پاکستان کے حوالے کیا جائے' پاکستانی قانون توہین رسالت کے تحت انہیں سزائیں دی جائیں۔ ٹنڈو آدم میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے احتجاجوں کے علاوہ جماعت الدعوۃ اور جماعت اہلسنت بریلوی مسلک اور تحریک جعفریہ نے بھی ایم اے جناح روڈ ٹیکسی اسٹینڈ مرکزی امام بارگاہ میں بھی زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے' تمام مظاہروں میں اعلان کیا گیا کہ تین مارچ کو ٹنڈو آدم میں مکمل اور پہیہ جام ہڑتال ہوگی۔

ڈنمارک اور ناروے کے زرد صحافت کے علمبرداروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرکے پوری امت مسلمہ کے دلوں کو زخمی کردیا' پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے اور سعودی عرب کے مسلمانوں نے یورپی ممالک کی اشیاء کا مکمل بائیکاٹ کرکے امت مسلمہ کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کیا۔ پاکستان کے تمام شہروں میں اس بات پر بھرپور رد عمل ہوا حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کے حضرات بھی اس کام میں پیچھے نہیں رہے۔ اندرون سندھ میں بھی اس مسئلہ پر بہت جذبات دیکھنے میں آئے۔ اجتماعی طور پر جمعۃ المبارک ۱۱/ محرم کو تقریباً پورے سندھ میں احتجاجی مظاہروں نے امت مسلمہ کے جذبات کو گرمائے رکھا۔ کراچی' حیدرآباد' سکھر' نواب شاہ کے بڑے شہروں سے لے کر کھوکی' شادی لارج' سمیت چھوٹے سے دیہاتوں میں مظاہروں کی دنیا گرم رہی۔ اتوار کے دن میرپور خاص کی تاجر برادری نے مکمل ہڑتال کی' اتوار کے دن میرپور خاص میں عجیب منظر تھا کہ ہر ایک مسلمان کا جذبہ قابل دید تھا' بھرپور ہزاروں افراد نے ریلی نکالی اور اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کیا اور یہ بات ہی حیران کن ہی نہیں بلکہ قابل تحسین ہے کہ محلّہ کے چھوٹے چھوٹے دکانداروں نے بھی اپنی دکانیں تمام دن مکمل بند رکھی' اندرون سندھ کے حضرات کا محبوب مشغلہ پان اور چائے ہے' لیکن ۱۲/ فروری اتوار کو پان اور چائے کی دکانیں بھی بند تھیں' شام تک ڈنمارک کے لاتعداد پرچم نذر آتش کئے گئے اور پتلے بھی جلائے گئے' شہر میں ہڑتال اور ریلی مجموعی پر پُرامن رہی' ریلی اسٹیشن چوک سے شروع ہوکر پریس کلب تک پھر ہیرآباد تک آکر ختم ہوئی' اس پُرامن ہڑتال اور امتِ مسلمہ کے جذبات کو کنٹرول رکھنے میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور تاجر حضرات کا کردار بہت ہی اہم رہا۔ مولانا حفیظ الرحمٰن فیض' جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالحفیظ سیال' مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا شبیر احمد کرناوی' جمعیت علماء پاکستان مولانا محمد شریف سعیدی' جمعیت اہل حدیث کے مولانا محمد رمضان حقانی' جماعت اسلامی کے لالہ نور محمد' احسان الٰہی مغل' تاجر برادری کے شیخ غلام حسین اور دیگر علماء کے ساتھ تمام صحافی حضرات نے اہم کردار ادا کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن بھی اس ریلی میں پیش پیش رہے۔ اندرون سندھ ۱۱/ محرم الحرام کو سب سے اہم ہڑتال اور ریلی ٹنڈو آدم میں ہوئی جس کی قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے بزرگ رہنما مولانا احمد میاں حمادی نے کی' مولانا کی اپیل پر تمام مکاتب فکر کی جماعتوں نے بہت ہی اہم ہم آہنگی دکھائی' اسی طرح نواب شاہ میں مولانا محمد امجد مدنی' مولانا حزب اللہ اور دیگر علماء نے اہم کردار ادا کیا' سکھر میں ڈسٹرکٹ مسجد کے خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن شوریٰ قاری خلیل احمد بندھانی اور جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد مراد ہالیجوی کی قیادت میں میدان گرم رہا۔ پورے سندھ میں تمام مکاتب فکر کے علماء صاحبزادہ ابوالخیر ایم این اے' ڈاکٹر خالد محمود سومرو' ڈاکٹر اسد اللہ بھٹو' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا حفیظ الرحمٰن فیض اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد علی صدیقی' مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد' مولانا خان محمد کنری' مولانا فیاض الرحمٰن گمبٹ' مولانا محمد حسین ناصر سکھر' مولانا حفیظ الرحمٰن رحمانی اور مولانا محمد راشد مدنی ٹنڈو آدم اس تحریک کو گرم رکھے ہوئے ہیں اور اس عزم کے ساتھ کہ اول تو کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے نہیں دیں گے اور اگر کوئی بدبخت ملک میں توہین رسالت کرے گا تو اس کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے اور پوری دنیا میں کہیں بھی توہین رسالت کا کوئی مجرم سامنے آئے گا تو اپنی طاقت کے مطابق عملی جدوجہد جاری رکھیں گے اور اس بات پر عمل کریں گے جو امام کعبہ شیخ عبدالرحمٰن السدیس نے بیت اللہ میں خطبہ دیتے ہوئے کہی کہ توہین رسالت مجرموں کو مسلمان معاف نہیں کرسکتا۔ آخر میں ایک بات حکومت وقت سے کہ وہ حکومت کے بعض حضرات ملک سے ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرانے کے سلسلہ میں سرگرم ہیں۔ حکومت ایسا نہ کرے۔ اس قانون کے ہوتے ہوئے کوئی توہین رسالت نہیں کرے گا اور اگر کرے گا تو قانون کے مطابق اس سے نبٹ لیا جائے گا۔

☆☆..........☆☆

انسانیت کا عظیم مرتبہ

مولانا سیّدابوالحسن علی ندویؒ

انسانیت سے بغاوت:

انسانیت کا صحیح اندازہ امتحان پڑنے پر اور ایسے مواقع پر ہوتا ہے جب ہر قسم کے ذرائع اور مواقع حاصل ہوں کہ چوری' گناہ' حق تلفی کی جاسکے' مگر انسان کے اندر کی کیفیات اس کا ہاتھ پکڑلیں' جہاں انسانیت کا گلا گھونٹا جارہا ہو' وہاں انسانیت اپنا جوہر دکھائے' انسانیت کا اندازہ ہماری موجودہ زندگی کے سانچوں اور مادی ترقی کے پیمانوں سے نہیں ہوسکتا۔

انسانیت درحقیقت ایک بڑا مرتبہ ہے' لیکن انسانیت کے خلاف انسان ہمیشہ خود بغاوت کرتا رہا ہے' اس کو انسانیت کی سطح پر قائم رہنا ہمیشہ دوبھر اور مشکل معلوم ہوا' وہ کبھی نیچے سے کترا کر نکل گیا اور اس نے کبھی اپنے آپ کو انسانیت سے برتر سمجھا' یعنی اس نے کبھی خود کو انسانیت سے بالاتر کہلوانے اور خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کی' اور بڑی بات یہ ہے کہ لوگوں نے خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کم ہی کی' لوگوں نے انہیں خدا اور دیوتا بنانے کی کوشش زیادہ کی' ہم اگر فلسفہ اور روحانیت کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ لوگ انسانیت سے بلند تر کسی مرتبہ کی تلاش میں رہے اور انسانوں کو انسانوں کا صحیح مقام سمجھانے کے بجائے اس سے اونچا ہونے کی فکر کرتے رہے۔

اس کے بالمقابل دوسری کوشش یہ رہی کہ انسان کو انسانیت سے گرادیا جائے' وہ حیوانی اور نفسانی زندگی کا عادی بنے اور دنیا میں من مانی زندگی کا رواج ہو۔

ان دونوں کوششوں کے نتائج دنیا میں ہمیشہ خراب ظاہر ہوئے ہیں' جب انسان کو انسانیت سے اٹھا کر خدا یا دیوتا بنایا گیا تو دنیا میں بدنظمی پھیلی اور بڑا فساد برپا ہوا۔ دنیا میں لوگوں نے جب خدائی کا دعویٰ کیا یا لوگوں نے ان کو یہ درجہ دیا' تو دنیا میں بگاڑ ہی بگاڑ بڑھتا گیا اور انسانی زندگی میں نئی نئی گرہیں پڑیں' جب ایک معمولی سی گھڑی کسی اناڑی کے ہاتھ پڑجاتی ہے اور وہ اس کی مشین میں دخل دیتا ہے تو وہ بگڑ جاتی ہے' تو یہ نظام عالم ان مصنوعی خداؤں سے کیسے چل سکتا ہے؟ اس دنیا کے اتنے مسائل' اتنے مراحل اور اس میں اتنی پیچیدگیاں ہیں کہ اگر ایک انسان اس دنیا کو چلانا چاہے تو یقیناً اس کا انجام بگاڑ ہوگا۔

میرا منشاء یہ نہیں کہ انسان انسانیت کے دائرے میں ترقی نہ کرے بلکہ یہ ہے کہ انسان خدائی کی کوشش نہ کرے' اس نے انسانیت ہی میں کون سی کامیابی حاصل کرلی ہے کہ اب وہ خدائی کی ہوس کرے:

تو کار زمیں رانکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

مذاہب کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب اس قسم کی کوشش کی گئی تو ایسی پیچیدگیاں رونما ہوئیں جن کا کوئی علاج نہ تھا' یہ کوشش دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہمیشہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ہوتی رہی ہے' ایسے لوگوں نے فطرت سے زور آزمائی کی ہے اور فطرت سے لڑ کر انسان نے ہمیشہ شکست ہی کھائی ہے۔

دوسری طرف اکثر ایسے انسان گزرے ہیں' جنہوں نے اپنے آپ کو چوپایہ جانا' ان کو بحیثیت انسان اپنی ترقی کا کوئی احساس نہیں ہوا' اپنی انسانیت' اپنی روحانیت اور خداشناسی کو ترقی دینے کا ان کو کبھی خیال تک نہیں ہوا' دنیا میں زیادہ تعداد انہی انسانوں کی رہی ہے' اس زمانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں یہ دونوں بغاوتیں' یہ دونوں عیب اور یہ دونوں فساد جمع ہوگئے ہیں' اس وقت تقریباً ساری دنیا انہی دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہے' چند آدمی ہیں جو خدائی کے دعویدار ہیں اور جن کو دیوتا بننے کا شوق ہے' باقی اکثر وہ انسان ہیں جو چوپایوں اور درندوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں' اس لئے اس زمانہ کا بگاڑ ہر

زمانہ کے بگاڑ سے بڑھ گیا ہے اور زندگی عذاب جان بن گئی ہے۔

اس وقت مردم شماری کے خانوں میں کوئی ایسا خانہ نہیں کہ جو لوگ اپنی انسانیت کی قدر کرتے اور اس کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں' اس میں ان کا اندراج کیا جائے' مگر آپ خود ہی انصاف کیجئے! کہ آپ کے چاروں طرف زندگی کا جو طوفان امڈا ہوا ہے' اس میں کتنے انسان ہیں جن کو انسانیت کا احساس ہے؟ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صرف ایک معدہ اور پیٹ ہی نہیں دیا گیا ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو روح بھی دی ہے' دل بھی دیا ہے اور دماغ میں عطا کیا ہے' جن کو ہم ہمیشہ نظر انداز کرتے اور ان کے صحیح استعمال سے بچتے ہیں۔

ہم جنسی خواہشات اور مادی ضروریات کے ریلے میں ایسے بہے چلے جارہے ہیں' جیسے ایک گاڑی اپنے اختیار سے باہر لڑھک رہی ہو' جس پر کسی کا کوئی قابو نہ ہو۔

میں اور سمجھا کر کہوں تو یوں سمجھئے کہ انسانیت ایک سائیکل ہے' اور وہ سائیکل ایک ڈھلوان پر سے پھسل رہی ہے' اس میں نہ کوئی گھنٹی ہے' نہ بریک اور نہ اس کے ہینڈل پر کسی کا ہاتھ ہے۔

جغرافیہ کی پرانی تعلیم یہ بتلاتی تھی کہ زمین چپٹی ہے' جغرافیہ کی نئی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین گول ہے' لیکن مجھے جغرافیہ کے استاد اور طالب علم معاف کریں' میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ زمین ڈھلوان ہے' اس لئے کہ ساری قومیں اور ان کے تمام افراد اخلاقی بلندی سے حیوانی پستی کی طرف لڑھکتے چلے آرہے ہیں اور روز بروز ان کی رفتار تیز ہوتی جارہی ہے۔

ہماری زمین کا یہ کرہ ضرور آفتاب کے گرد گردش کررہا ہے' مگر اس کرۂ ارض پر بسنے والا انسان مادیت اور معدہ کے گرد چکر لگارہا ہے' زمین کی گردش کا انسانوں کے اخلاق اور معاملات پر کوئی اثر نہیں پڑتا' لیکن انسانوں کی اس گردش کا تمام دنیا کے اخلاق اور حالات پر اثر پڑ رہا ہے' نظام شمسی میں حقیقی مرکز آفتاب ہو یا زمین' لیکن علمی زندگی میں انسانوں کا حقیقی مرکز معدہ یا پیٹ اور حیوانی عنصر بنا ہوا ہے اور ساری انسانیت اس کے گرد چکر لگارہی ہے' آج دنیا میں سب سے وسیع رقبہ معدہ کا ہے' یوں کہنے کو تو وہ انسان کے جسم کا سب سے مختصر حصہ ہے' لیکن اس کا طول وعرض اور عمیق اتنا بڑھ گیا ہے کہ ساری دنیا اس میں سماتی چلی جارہی ہے' یہ معدہ اتنی بڑی خندق ہے کہ پہاڑوں سے بھی نہیں بھرتا' آج سب سے بڑا مذہب' سب سے بڑا فلسفہ معدہ کی عبادت ہے' تعلیم گاہوں میں اسی کا غلام بننا سکھایا جارہا ہے۔

آج کامیاب انسان بننے کا فن سکھایا جاتا ہے' دوسرے الفاظ میں دولت مند بننے کا' آج دولتمند بننے کی ریس ہے' دولت مند بننے کی حرص اتنی بڑھ گئی ہے کہ انسان کو خود اپنے تن من کا ہوش نہیں رہا' مطالعہ' علم اور فنون لطیفہ کا مقصد بھی یہی ہوگیا ہے کہ انسان کہاں سے زیادہ سے زیادہ روپیہ حاصل کرسکتا ہے؟ سب سے بڑا علم اور ہنر یہ ہے کہ لوگوں کی جیبوں سے کس طرح روپیہ نکال کر اپنی جیب بھری جائے؟ اتنا ہی نہیں' بلکہ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ دولتمند بننے کی کوشش کی جاتی ہے' دولتمند بننے کی کوشش تمدن اور سوسائٹی کے لئے اتنی مضر نہیں جتنی جلد دولتمند بننے کی ہوس ہے' یہی ہوس' رشوت' خیانت' غبن' چور بازاری' ذخیرہ اندوزی اور حصول دولت کے دوسرے مجرمانہ ذرائع اختیار کرنے پر آمادہ کرتی ہے' اس لئے کہ ان مجرمانہ طریقوں کے بغیر جلد دولتمند بننا ممکن نہیں۔

اس ذہنیت کی وجہ سے ساری دنیا میں ایک مصیبت برپا ہے' دفتروں میں طوفان ہے' منڈیوں میں قیامت کا منظر ہے' آج انسان جونک بن گئے ہیں اور انسان کا خون چوسنا چاہتے ہیں' آج کوئی کام بے غرض و بے مطلب نہیں رہا' آج کوئی شخص بغیر اپنے فائدے اور مطلب کے کسی کے کام نہیں آتا' آج ہر چیز اپنی مزدوری اور فیس مانگتی ہے' کبھی کبھی تو خیال ہونے لگتا ہے کہ اگر درخت کے سایہ میں دم لیں گے تو شاید درخت بھی اپنی فیس اور مزدوری مانگنے لگیں گے۔

اقبال نے کہا ہے:

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

لیکن ان تین طبقوں کی یہ خصوصیت نہیں' سب کا حال یہی ہورہا ہے کہ دولت اور خواہشات نفس کا نشہ سوار ہے۔

آج دولت کمانا ہی زندگی کا مقصد بن گیا ہے اور ساری دنیا اس کے پیچھے دیوانی ہے' آج جس انسان کو طالب خدا ہونا چاہئے تھا' اللہ کی معرفت اور محبت سے اپنا ویران دل آباد' اپنا اندھیرا دماغ روشن' اپنی بے مقصد و بے کیف زندگی بامقصد اور پُرکیف بنانا چاہئے تھی' سارے دل اور دماغ کے ساتھ اس سے محبت کرنا چاہئے

تھی اور اس کے راستہ میں سب کچھ مٹا کر حقیقی زندگی حاصل کرنا چاہئے تھی۔

صد حیف کہ وہ انسان حقیقی محبت اور صحیح معرفت سے محروم ہے' اس لئے زندگی کی اصل لذت سے محروم ہے' حقیقی انسانیت سے محروم ہے اور افسوس ہے کہ لاکھوں' کروڑوں انسانوں کو اس محرومی کا احساس تک نہیں' آج جس انسان کو خدا کا پرستار ہونا چاہئے تھا' وہ دولت کا پرستار اور نفس کا غلام بنا ہوا ہے' اور اس کو اس خلاف فطرت غلامی کا احساس بھی نہیں۔

ہر جگہ نفس کا قبضہ ہے:

سیاسی اختلافات اور نظام سلطنت تو فرصت کی باتیں ہیں' ہم تو یہ جانتے ہیں کہ حکومت اندرون حکومت خواہشات کی ہے' حکومت پر قبضہ خواہ کسی قوم یا پارٹی کا ہو اور خواہ کوئی صدر یا وزیر ہو' مگر دراصل ہر جگہ نفس کا قبضہ اور خواہشات کا تسلط ہے' پہلے برطانیہ کے متعلق کہتے تھے کہ اس کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا' لیکن آج جس حکومت اور سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا وہ نفس کی خواہش اور من کی چاہت ہے۔

وقت کا فرمان یہ ہے کہ نفس کی خواہش پوری کی جائے' دل کی آگ بجھائی جائے' چاہے انسانوں کے خون کی نہریں بہتی ہوں' خواہ انسانوں کے اوپر ان کے لاشوں کو روندتے ہوئے گزرنا پڑے' خواہ قومیں اس راستہ پر پامال ہوجائیں' خواہ ملک کے ملک ویران اور تباہ ہوجائیں۔

لیکن اس میں ذرا تعجب کی بات نہیں' سینکڑوں برس سے جو تعلیم انسانوں کو دی جارہی ہے' خواہ وہ تعلیم گاہوں کے ذریعہ ہو یا سینماؤں کے ذریعہ یا ادب وشاعری کے ذریعہ' جو ہر ملک میں اور ہر قوم میں رائج ہے' اس کا ماحصل یہی ہے کہ تم من کے راجہ اور نفس کے غلام ہو۔

دوستو! اس زمانے کے سارے انسانوں کی آبادیاں اس لحاظ سے ایک سطح پر ہیں اور اس کے خلاف کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ملکوں کے خلاف بغاوت کرنے والے بہت ہیں' چھوٹے چھوٹے مسئلوں کے لئے بھوک ہڑتال کرنے والے بہت ہیں' مقامی مسائل کے لئے جان کی بازی لگادینے والے بہت ہیں' لیکن انسانیت کے لئے مرنے والے کتنے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں جن کو حقیقی انسانیت کی فکر ہے؟

آج دنیا میں اگر کسی کو انسانیت کے انحطاط کا احساس بھی ہے' تو اس میں یہ جرأت نہیں ہے کہ انسانیت کے لئے آواز اٹھائے' سارے کرۂ ارض میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو انسانیت کے لئے اپنی قربانی دے۔

پیغمبروں کی بے غرضی وبے نیازی:

دراصل پیغمبروں ہی کی جرأت تھی' خواہ وہ ابراہیمؑ ہوں یا موسیٰؑ ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ کا درود وسلام ہو اُن پر) کہ انہوں نے ساری دنیا کو چیلنج کرکے انسانیت کے خلاف جو بغاوت جاری تھی' اس سے روکا' ان کے سامنے دنیا کی لذتیں اور دولتیں لائی گئیں' مگر انہوں نے سب کو ٹھکرادیا' اور انسانیت کے درد میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ اللہ کے برگزیدہ اور منتخب بندوں کی یہ جماعت جس کو پیغمبروں کی جماعت کہا جاتا ہے' دنیا کو کچھ دینے کے لئے آئی تھی' دنیا سے کچھ لینے کے لئے نہیں آئی تھی' ان کی کوئی ذاتی غرض نہ تھی' انہوں نے دوسروں کی آبادی کی خاطر اپنے گھروں کو اجاڑا' انہوں نے دوسروں کی خوشحالی کے لئے اپنے متعلقین کو فقر وفاقہ میں مبتلا کیا' انہوں نے غیروں کو نفع پہنچایا اور اپنوں کو منافع سے محروم کیا' کیا دنیا کے رہنماؤں میں ایسی بے غرضی اور خلوص کی مثالیں مل سکتی ہیں؟

پیغمبروں نے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوموں میں خلش پیدا کی اور ان کو محسوس کرایا کہ موجودہ زندگی خطرہ ہے' جو لوگ اطمینان کے عادی تھے اور میٹھی نیند سورہے تھے اور میٹھی نیند سونا چاہتے تھے' انہوں نے پیغمبروں کی اس دعوت اور تنبیہ کے خلاف سخت احتجاج کیا اور بڑی شکایت کی کہ انہوں نے ہمارا عیش مکدر کردیا اور ہماری نیند خراب کی' لیکن جو گھر میں آگ لگی ہوئی دیکھتا ہے' وہ سونے والوں کی پروا نہیں کرتا اور اس کو کسی کی نیند پر ترس نہیں آتا۔ پیغمبر انسان کے حقیقی ہمدرد تھے' وہ دنیا کو خواب خرگوش سے بیدار کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے' دنیا کے گمراہ رہنماؤں اور نفس کے بندوں نے دنیا کو مارفیا کے انجکشن دیئے اور اس کو تھپک تھپک کر سلایا' مگر پیغمبروں نے انسانوں کو جھنجھوڑا اور غفلت سے بیدار کیا' یہ چھوٹی چھوٹی جنگیں اور لڑائیاں دراصل اس لئے ہوئیں کہ دنیا سے غفلت دور ہو اور دنیا پر جو تاریکی مسلط ہے' وہ ختم ہو' انسان حقیقی انسانیت کو سمجھے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت:

ہمارے سامنے سب سے زیادہ ممتاز' سب سے زیادہ واضح و روشن اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے' اگر ہم اس حقیقت کا اظہار نہ کریں تو یہ ایک خیانت ہوگی' ہمارا ضمیر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے اس احسان کو نہ بتلائیں جو انہوں نے انسانیت پر کیا۔

جب دنیا میں ایک انسان یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اللہ ہی اس دنیا کو اکیلا چلا رہا ہے اور وہی بندگی اور اطاعت کا مستحق ہے' آپ ؐ نے اس حق کا اعلان کیا اور اس آواز کو بلند کیا' کہ آج دنیا کے ہر حصے سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے اور جب کوئی آواز سننے میں نہیں آتی تو یہی آواز کانوں میں آتی ہے' آج یہ آواز تمام دنیا میں پھیل گئی ہے۔

آپ کی تعلیم اور آپ ؐ نے جو کچھ دنیا کو عطا کیا' وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے' جس پر کسی قسم کی اجارہ داری قائم نہیں ہو سکتی' جس طرح ہوا' پانی اور روشنی پر کسی کو اجارہ داری کا حق نہیں اور کوئی اس پر اپنی مہر اور اپنی چھاپ نہیں لگا سکتا' اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر ساری دنیا کا حق ہے اور ہر شخص کا اس میں حصہ ہے جو ان سے فائدہ اٹھانا چاہے' یہ دنیا کی تنگ نظری ہے کہ وہ ان حقوق کو کسی قوم یا ملک کی جاگیر سمجھے۔

دوستو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت تھے اور ساری انسانیت آپ کی ممنون ہے' دنیا میں جو کچھ عدل و انصاف اس وقت موجود ہے اور جن حقیقتوں کو اس وقت تسلیم کیا جا رہا ہے' وہ سب آپ کا فیض ہے:

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

دوستو! ہم اس موجودہ نظام زندگی کو چیلنج کرتے ہیں' ہم لوگوں سے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ تم دنیا کو آج جتنا بلند سمجھتے ہو وہ اتنی ہی پست ہے' ہم صاف کہتے ہیں کہ دنیا تدریجی خودکشی کی طرف جارہی ہے' یہ راستہ انسانیت کی تباہی کا راستہ ہے۔

میں مسجد سے سیدھا اسٹیج پر نہیں آیا' بلکہ کتب خانوں کے راستے سے' مطالعہ کے راستے سے' معلومات کے راستے سے آپ کے سامنے آیا ہوں' آپ میں سے کچھ لوگ یورپ کی دو ایک زبانیں جانتے ہوں گے' میں خود یورپ کو جانتا ہوں' تم انگریزی داں ہو' میں انگریزی داں ہوں۔

میں سارے یورپ سے خم ٹھونک کر کہتا ہوں کہ تمہارا پورا نظام زندگی غلط ہے' اور وہ انسانیت کو ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے' میرا دعویٰ ہے اور پورے استدلال اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا کی نجات پیغمبروں ہی کے راستہ میں ہے' اور دنیا کے لئے اس وقت خدا کے یقین' اس کے خوف' دوسری زندگی پر ایمان اور پیغمبروں کی رسالت کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں' یہی ہماری دعوت ہے اور یہی ہماری جدوجہد کا مقصد ہے:

ان کا جو فرض ہے وہ اہل سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

(ماخوذ از اصلاحیات ص۱۶۲تا۱۷۱)

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون: 2545573

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

قرآن اور انسانی زندگی

محمد ابراہیم قاسمی بلرامپوری

قرآن کریم اگر ایک طرف علوم و فنون' معارف و حکم اور مواعظ و عبر کا ایک بحر بیکراں اور رہتی دنیا تک پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا چشمہ فیاض ہے' تو دوسری طرف فصاحت و بلاغت' کلام و بیان اور ادب و لغت کا وہ شاہکار ہے جس کے سامنے بڑے بڑے ادباء اور ماہرین فن گھٹنے ٹیک کر اپنی بے بضاعتی اور بے مائیگی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ آخری اور انقلاب آفریں کتاب ہے' جسے اللہ تعالیٰ کے آخری رسول' پیغمبر انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لے کر تشریف لائے جب پوری انسانیت' جہالت و ضلالت کی خوفناک تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی' اگر اس کتاب کے برپا کردہ انقلابات کا ایک مختصر سا جائزہ لیا جائے تو ہزاروں صفحات اپنی تنگ دامنی کا شکوہ کرتے نظر آئیں گے۔

انسانی زندگی کا وہ کون سا شعبہ ہے جس میں قرآن کریم نے ایک ٹھوس اور دیرپا انقلاب برپا نہ کیا ہو؟ خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی' سماجی ہو یا معاشرتی' اقتصادی ہو یا معاشی' اخلاقی ہو یا روحانی اور علمی' دینی ہو یا دنیوی' ہر شعبہ حیات میں قرآن کریم نے ایک پائیدار انقلاب برپا کیا ہے۔

یا یوں تعبیر کر لیجئے کہ انسانی زندگی کے تمام حساس شعبے' مفلوج اور بے کار ہی نہیں' بلکہ جہالت و ضلالت کی دبیز تاریکیوں میں دب کر بے روح و بے جان ہو گئے تھے۔ قرآن کریم ایک روشنی لے کر آیا' پہلے ہر طرح کی تاریکیوں کو کافور اور ظلمات کو دور کیا' خواہ یہ تاریکیاں مذہبی ہوں یا سیاسی' اخلاقی ہوں یا روحانی اور معاشرتی' پھر ایک اسپرٹ اور روح پھونکی' جس سے تمام حساس شعبے دوبارہ فعال اور لوگ صحیح اور سیدھے راستے پر گامزن ہو گئے۔ قرآن کریم نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

"بے شک تمہارے پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب ظاہر کرنے والی' جس سے اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے' اس کو جو تابع ہوا اس کی رضا کا' سلامتی کی راہیں اور ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے' اور ان کو چلاتا ہے سیدھی راہ۔"

(سورۂ مائدہ:۱۵'۱۶)

دوسری جگہ یوں تعبیر کیا:

"بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا' پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے دی اس کو روشنی' کہ لئے پھرتا ہے اس کو لوگوں میں برابر ہو سکتا ہے' اس کے کہ جس کا حال یہ ہے کہ پڑا ہے اندھیروں میں' وہاں سے نکل نہیں سکتا۔" (سورۂ انعام:۱۲۲)

قرآن کریم نے ایسے وقت میں انقلاب برپا کیا' جب پوری دنیا بدنظمی اور انتشار کا شکار تھی' بے روح و بے جان تھی' سارا نظام عالم درہم برہم ہو چکا تھا۔ انقلاب اکثر و بیشتر اسی وقت برپا ہوتے ہیں' جب کوئی نظام کلی یا جزوی طور پر شکست و ریخت سے دوچار ہو جاتا ہے اور اس میں خلل' خرابی اور بدنظمی در آتی ہے' انقلاب کی بہت ساری قسمیں ہیں: بعض انقلاب محض سیاسی ہوتے ہیں' بعض اقتصادی' بعض ثقافتی اور تمدنی' مگر یہ سارے انقلابات دیرپا اور مستقل نہیں ہوتے اور نہ ان میں استحکام اور دوام ہوتا ہے' یہ وقتی ہوتے ہیں' چند دنوں میں ختم ہو جاتے ہیں۔

انقلاب اس وقت تک مستحکم' مستقل اور دیرپا نہیں ہو سکتا' جب تک کہ اس کے ساتھ لوگوں کے افکار و خیالات' عادات و اطوار اور رسوم و رواج کو نہ بدلا جائے اور نئے اخلاقی اقدار کو نہ اپنایا جائے' اگر انقلاب کے ذریعہ مستحکم اور دیرپا نتائج پیدا کرنے ہوں تو پہلے لوگوں کے طرز فکر کو بدلنا ہو گا' نئے قوانین و ضوابط پر عملدرآمد کرنا ہو گا اور نیا دستور العمل وضع کرنا ہو گا۔

قرآن کریم جس انقلاب کا نقیب تھا' وہ محض ایک سیاسی انقلاب نہ تھا' ایک سماجی و قومی انقلاب نہ تھا اور نہ ہی خالص اقتصادی اور معاشی انقلاب تھا' بلکہ قرآن کریم نے اجتماعی طور پر عقائد و افکار' کردار

وخیالات‘ اخلاق وعبادات‘ صنعت ومعیشت‘ ثقافت ومعاشرت‘ سیاست وقیادت اور نظام حکومت کو بدل ڈالا‘ لوگوں کے طرز فکر کو ایک نیا رخ دیا‘ سماجی عادات واطوار کو نیا موڑ دیا۔ غرض یہ کہ قرآن نے انسانی زندگی میں جو انقلاب برپا کیا‘ وہ مذہبی‘ اخلاقی‘ روحانی‘ دینی‘ دنیوی‘ سیاسی‘ اقتصادی‘ ثقافتی اور معاشرتی انقلاب تھا۔

اس دنیا میں برپا ہونے والے تمام انقلابات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن کریم جس انقلاب کا محرک تھا‘ اس سے زیادہ جامع اور ہمہ گیر انقلاب برپا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اس ہمہ گیر انقلاب کی قدر وقیمت سمجھنے اور اس کی وسعت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اسلام سے قبل دنیا پر ایک سرسری اور طائرانہ نظر ڈالتے چلیں۔ بالخصوص عربوں کی اسلام سے پہلے مذہبی‘ اجتماعی‘ سیاسی اور اقتصادی زندگی اور اس ماحول کا مختصر جائزہ لیں‘ جس میں قرآنی انقلاب رونما ہوا ہے اور تعلیمات نبویؐ وجود میں آئی ہیں۔

قرآنی انقلاب سے پہلے دنیا کی صورتحال:

قرآنی انقلاب سے پہلے پوری دنیا ہر قسم کے بحران کا شکار تھی‘ غیر اللہ سے منت و سماجت‘ وحدانیت و ربوبیت سے بے زاری‘ تعلیمات انبیائے کرامؑ سے دوری‘ بت پرستی‘ دینی و اخلاقی پستی‘ حکمرانوں کی عیاشی‘ خواہشات نفس کی غلامی‘ مے نوشی اور جوابازی‘ یہ وہ اسباب ومحرکات ہیں جن کی وجہ سے انسانیت فطری راہ سے ہٹ گئی تھی اور پوری دنیا بے حیائی و عریانی کا اڈہ بن چکی تھی۔ آنکھوں سے مروّت‘ لہجے سے نرمی‘ خیالات سے ہمدردی اور دلوں سے دھڑکنیں نکل چکی تھیں۔ چاروں طرف سے بدعنوانیوں کا سیلاب امنڈ رہا تھا‘ فحاشی اور عریانی کا نہ تھمنے والا طوفان برپا تھا‘ ہر طرف ظلم وستم‘ قتل وغارت گری کا بازار گرم تھا‘ عدل وانصاف‘ سکون واطمینان اور امن وامان کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہ تھا‘ انسانوں کی عزت وآبرو‘ عصمت وعفت اور جان ومال کی کوئی قدر وقیمت نہ تھی‘ ہر طرف ظلم وجور اور بربریت عام تھی۔

روم کی صورتحال:

روم‘ قرآنی انقلاب سے پہلے دنیا کی دو بڑی طاقتوں میں سے ایک تھا‘ جس کے زیرنگیں نصف دنیا تھی‘ یہاں عیسائی بستے تھے اور یہی حکمراں تھے‘ ان کی مذہبی‘ دینی‘ اخلاقی‘ سیاسی اور اجتماعی ہر حالت ناگفتہ بہ تھی۔ مذہبی اعتبار سے وہ کلامی بحث ومباحثہ میں مبتلا تھے اور کئی ایک فرقہ میں بٹ گئے تھے‘ جو حضرت مسیح علیہ السلام میں صفت الوہیت اور صفت عبدیت ثابت کرنے میں پوری توانائی صرف کررہے تھے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ”ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین“ میں تحریر فرماتے ہیں:

> ”عیسائی مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے تھے‘ ان میں ہر فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش وتخلیق کے متعلق مختلف خیالات رکھتا تھا‘ یعنی مسیح کی فطرت الوہی تھی‘ یا انسانی‘ یا الوہیت وانسانیت دونوں اس فطرت میں مدغم تھیں۔“ ”اسو“ فرقہ کا اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں۔“ (ترجمہ ماخوذ از ”انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر“ ص:۳۵)

جہاں تک روم کے سماج ومعاشرے کا تعلق ہے‘ تو وہاں کی یہ صورت حال تھی کہ کوئی فرد‘ اخلاق‘ مروّت‘ انسانیت ورحمدلی اور ہمدردی سے آشنا نہ تھا۔ لوٹ کھسوٹ‘ قتل وغارتگری‘ رشوت وخیانت‘ ظلم وبربریت‘ فسادات اور معرکوں کا بازار گرم تھا‘ قساوت قلبی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ اگر کوئی مظلوم ظلم وستم سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو اسے نذر آتش کردیا جاتا‘ ایسی دردناک سزا دی جاتی کہ انسان تو انسان‘ حیوان بھی دیکھ کر لرزہ براندام ہوجاتے۔ غرض یہ کہ کسی مظلوم کو ظالم کے ظلم سے خلاصی کی درخواست کرنے کی اجازت نہ تھی اور نہ کوئی اس کی اشک شوئی کرتا۔

ایران کی صورتحال:

دینی اور مذہبی اعتبار سے ایرانی مکمل محروم تھے ان کے مذہب میں آہستہ آہستہ خرابیاں در آتی گئیں اور اصلاح کی کوئی کوشش نہیں ہوئی‘ بالآخر ان کا مذہب چند رسوم ورواج تک محدود ہوکر رہ گیا اور آتش پرستی وشاہ پرستی میں تبدیل ہوگیا۔ اہل ایران کا یہ عقیدہ تھا کہ بادشاہوں کی رگوں میں خدائی خون ہوتا ہے‘ اسی اعتقاد کی بنا پر وہ شاہ ایران کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اور اس کی عبادت وپرستش کرتے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

> ”مجوسیوں کا مذہب چند مراسم وروایات کا نام رہ گیا تھا‘ جنہیں مخصوص اوقات اور خاص خاص مقامات پر ادا کرتے تھے‘ رہا عبادت گاہوں سے باہر اپنے گھروں اور بازاز‘ دائرہ اثر اور سیاسی و اجتماعی امور میں‘ تو اس میں یہ بالکل آزاد تھے‘ اپنی من مانی کرتے تھے‘ ان کے خیالات جس رخ پر جاتے انہیں موڑتے رہتے تھے‘ یا پھر جو مصلحت اور وقت کا تقاضا

ہوتا' اس پرکار بند ہوجاتے' جیسا کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں عام طور پر مشرکوں کا حال رہا ہے۔ غرض اہل ایران ایسے مکمل اور جامع دین سے محروم تھے' جو ان کے باطن کی اصلاح کرتا' ان کے اخلاق سنوارتا' نفسانی خواہشات کو دبانے اور نیک خواہشات کو ابھارنے کی اس میں طاقت ہوتی' وہ خاندان کا نظام زندگی' ملک کا دستور حکومت ہوتا' جو سلاطین کی چیرہ دستیوں اور حکام کی زیادتیوں کی روک تھام کرتا' ظالم کا ہاتھ پکڑ سکتا' مظلوم کے حق میں انصاف کرا سکتا۔''

(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر' ص:۴۵)

جہاں تک اس قوم کی اخلاقی پستی کا تعلق ہے' تو وہ اس سے واضح ہوجاتی ہے کہ یہ لوگ اپنی خواہش نفسانی اور شہوت کے تقاضے اپنی ماں' بیٹیوں اور بہنوں سے پورا کرتے تھے' اس سلسلے میں انہیں ذرہ برابر دریغ نہ ہوتا' وہ اس کے قائل تھے کہ ہر عورت میں ہر مرد کا برابر حصہ ہے' جو جب چاہے' جس سے چاہے اور جس گھر میں چاہے گھس کر اپنی شہوت کی تسکین کرسکتا ہے' کسی پر کوئی روک تھام اور پابندی نہیں' اس نظریہ کو اس وقت تقویت بہم پہنچ گئی' جب ''مزدک'' نے یہ تحریک چلائی کہ ہر چیز میں ہر شخص برابر کا شریک ہے' بالخصوص زن و زر میں' کیونکہ طبائع انسانی کا میلان ان دو چیزوں کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔

علامہ شہرستانی لکھتے ہیں:

''مزدک'' لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت گری سے روکتا تھا' جب اس نے دیکھا کہ ان چیزوں کا سرچشمہ زن و زر ہیں' تو اس نے عورتوں میں سب کو کھلی چھوٹ دے دی اور زن و زر کو آگ' پانی اور چارہ کی طرح بالکل عام کردیا۔''

(الملل والنحل/۱/۲۴۹)

''مزدک'' کا یہ نظریہ اوباش اور غنڈوں کی خواہش نفسانی کی تسکین پر مرکوز تھا' اس لئے دیکھتے ہی دیکھتے یہ پورے ملک میں پھیل گیا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طاقتور' کمزور کے گھر میں بلاخوف وخطر گھس جاتا اور اس کے زن و زر پر قبضہ کرلیتا اور کمزور بے چارہ کف افسوس ملتا رہ جاتا۔

برصغیر کی صورتحال:

برصغیر دینی و مذہبی اعتبار سے ایک عجوبہ بن کر رہ گیا تھا' اس ملک میں ہندو دھرم کے ماننے والے بستے تھے' اس دھرم میں معبودوں کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوا کہ وہ لامتناہی حد تک پہنچ گئے۔ ہر کنکر' شنکر ہوگیا تھا' بت پرستی بام عروج کو پہنچ چکی تھی' ہر ڈراؤنی اور ناقابل تسخیر چیز دیوتا اور بھگوان بن گئی تھی' حتیٰ کہ اشجار و احجار' جمادات و نباتات' دریا' جنگل اور پہاڑ کی پوجا ہونے لگی تھی۔ یہ دھرم فرقہ وارانہ عصبیت' قوانین کی ناہمواری' اونچ نیچ کی لعنت' انسانیت سوز مظالم اور عدم مساوات سے عبارت تھا' اس دھرم اور اس قوم میں دور دور تک عدل وانصاف کا کوئی تصور نہ تھا' نیچی ذات سے تعلق رکھنے والوں: کوری' چمار اور بھنگی وغیرہ کو یہ اجازت نہ تھی کہ وہ کسی برہمن اور لالہ کے سامنے ہوں اور ان سے بات چیت کریں اور نہ ہی وہ کسی مذہبی کتاب کا کوئی اشلوک سن سکتے تھے' اگر سن لیتے تو ان کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جاتا' عورتوں کے ساتھ ظلم و زیادتی اور وحشیانہ برتاؤ ایک عام بات تھی' اگر شوہر مرجاتا تو عورت کو بھی اس کے ساتھ جلا کر خاکستر کردیا جاتا یا پھر وہ اپنے شوہر کے گھر کی خادمہ بن کر رہ جاتی' اسے دوسری شادی کرنے کا حق نہ ہوتا' طعن و تشنیع اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر ہوجاتی' ہوس پرستوں اور عیش پسندوں نے اپنے جنسی جذبات کی تسکین کی خاطر مختلف طریقے ایجاد کر لئے تھے' حتیٰ کہ ان کے مذہبی رسوم وروایات میں وہ عناصر بھی داخل ہوگئے' جو لوگوں کے شہوانی جذبات کو بھڑکا کر شعلہ جوالہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔

یہ تھی انقلاب قرآن سے پہلے روم' ایران اور ہند کی حالت' جہاں تک دیگر ممالک و مذاہب کا تعلق ہے؟ تو ان کی بھی مذہبی' معاشرتی اور اخلاقی حالتیں انہیں سے ملتی جلتی تھیں' اس لئے کہ وہ یا تو ان کے ماتحت اور زیر نگیں تھے' جیسے مصر و شام' روم کی اور عراق اور شرق اوسط' ایران کی ماتحتی میں تھے' اور جو ممالک و مذاہب ان کی ماتحتی میں نہیں تھے' تو وہ ان کی ذہنی' فکری' معاشرتی اور اخلاقی طرز زندگی سے متاثر ہوکر انہیں کی تقلید و پیروی کررہے تھے' جیسے چین کے بدھ مت کے پیروکار ہندومت سے متاثر ہوکر اوتاروں اور دیوتاؤں کی پوجا کرنے لگے تھے۔

عرب کی صورتحال:

قرآنی انقلاب اور بعثت نبویؐ سے قبل سرزمین عرب تمام برائیوں اور خرابیوں کا اڈہ بن گئی تھی' کوئی برائی ایسی نہ تھی جو ان میں موجود نہ تھی۔ عرب مذہبی' دینی' اخلاقی' سیاسی اور اقتصادی ہر اعتبار سے انحطاط و پستی کی آخری حد کو پہنچ گئے تھے۔ بت پرستی عام ہوچکی تھی' ہر خاندان' قبیلہ' شہر اور گھر کا خدا الگ الگ تھا' ہر پتھر انہیں خدا نظر آتا تھا' جہاں بھی کوئی پتھر دیکھتے' وہیں اس کی عبادت کرنا شروع کردیتے۔ خانہ کعبہ کے ارد گرد مطاف میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے' جب طواف کرتے

تو ان کی پرستش کرتے' گھروں میں بت نصب کر رکھے تھے' جب اندر جاتے تو ان کی منت وسماجت کرتے' سفر میں جاتے تو پتھر جیب میں رکھ لیتے کہ اگر خدا نہ ملا تو کس کی پرستش کریں گے؟ اگر اس سے خوشنما پتھر مل جاتا تو اس کو پھینک کر دوسرے کو اٹھا لیتے' اگر پتھر نہ ملتا تو مٹی جمع کرتے اور اس پر بکری کا دودھ نکال کر طواف کرتے۔

حضرت ابو رجاءؓ عطاردی فرماتے ہیں:

''ہم پتھر کی عبادت کرتے تھے' تو جب ہم اس سے بہتر پتھر پاتے تو اسے پھینک کر دوسرے کو اٹھا لیتے اور جب ہمیں کوئی پتھر نہ ملتا تو مٹی کا ڈھیر لگاتے' پھر بکری لا کر اس پر اس کا دودھ نکالتے' پھر اس کا طواف کرتے۔''

(بخاری شریف' ۲/ ۶۲۸)

ان تمام اعتقادی خرابیوں کے ساتھ ساتھ وہ جوا' شراب' زنا اور ظلم وزیادتی کو معاشرے کا اٹوٹ حصہ سمجھتے تھے' ان چیزوں پر فخر ومباہات کرتے' تمام جاہلی شاعری قمار و خمر کے محور پر گھومتی تھی' قساوت قلبی اور بے رحمی کا یہ عالم تھا کہ لڑکیوں کو زندہ درگور اور لڑکوں کو معاشی تنگی کی وجہ سے قتل کر دیتے' پورے معاشرے پر ظالم بھیڑیوں کی حکمرانی تھی' جن سے نہ معصوم بچے محفوظ تھے' نہ کوئی شخص اپنے مال و دولت پر مامون تھا اور نہ پاک دامن عورتوں کی عصمت کی کوئی ضمانت تھی' ہر طرف خوف ودہشت کا ماحول تھا۔

انقلاب علم وعقیدہ:

اب جب کہ ساری دنیا دینی' اخلاقی' روحانی' معاشرتی' سیاسی اور اقتصادی فسادات کا گہوارہ بن چکی تھی' عریانی' بے حیائی اور بے شرمی عام ہو چکی تھی' پوری انسانیت ظلم وستم اور اندوہناک مصائب و آلام سے دوچار ہو کر چیخ و پکار کر رہی تھی' علم خداوندی اور معرفت الٰہی سے ناآشنا تھی' جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی' اس صورتحال کو دیکھ کر رحمت خداوندی جوش میں آئی اور اپنے علم ومعرفت کی ایک ایسی روشنی عطا فرمائی' جس سے تمام تاریکیاں کافور ہو گئیں' مگر خالص علم ومعرفت کی روشنی پر اکتفا نہیں کیا' بلکہ اس کے ساتھ اخلاق محمدیؐ کی روشنی بھی عنایت فرمائی' تاکہ علم خداوندی کی روشنی میں الوہیت کا جو جلال ہے' اسے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اخلاقی روشنی میں جذب کر کے لوگوں کو ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی بہم پہنچائیں' کیونکہ یہ روشنی اس قدر تیز تھی اور جلال الوہیت سے اتنی پُر تھی کہ جہلائے عرب جو علم و معرفت سے مکمل کورے اور ناآشنا تھے' اس کی تاب نہ لا سکتے' ان کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں اور وہ خود جل کر خاکستر اور بھسم ہو جاتے' اس لئے کتاب کے ساتھ ساتھ شخصیت کو بھی مبعوث فرمایا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے ایک انقلابی کتاب اور ایک انقلابی رسول کو مبعوث فرمایا' ڈبل روشنی عطا فرمائی: ایک علم و معرفت کی روشنی' دوسری اخلاق محمدیؐ کی روشنی' پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علمی واخلاقی دونوں روشنیوں کو لے کر جہالت وضلالت کی تاریکیاں دور کرنے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے لگے' چونکہ نزول قرآن اور بعثت نبوی کا بنیادی مقصد لوگوں کو علم خداوندی اور معرفت الٰہی سے روشناس کرا کر کلمہ توحید ''لا الٰہ الا اللہ'' دلوں میں راسخ وجاگزیں کرنا تھا' عقائد وافکار کی تبدیلی' ذہنی وفکری رجحان کی اصلاح اور درستگی تھی' پھر معاشرے میں رائج تمام خرابیوں کی طرف توجہ' مسئلہ توحید ہی اصل اور بنیادی مسئلہ تھا' اس لئے قرآن نے سب سے پہلے مسئلہ توحید کو چھیڑا' اسی کو مدار بحث قرار دیا اور اسی کو تیرہ سال تک مختلف انداز بیان میں سمجھاتا رہا' پوری مکی زندگی میں مسئلہ توحید و ایمان قرآنی دعوت کا محور بنا رہا۔

سید قطب لکھتے ہیں:

''قرآن کریم کا وہ حصہ جو مکی سورتوں پر مشتمل ہے' پورے تیرہ سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا' اس پوری مدت میں قرآن کا مدار بحث صرف ایک مسئلہ رہا' اس کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی' مگر اسے پیش کرنے کا انداز برابر بدلتا رہا' قرآن نے اسے پیش کرنے میں ہر مرتبہ نیا اسلوب اور نیا پیرایہ اختیار کیا اور ہر مرتبہ یوں محسوس ہوا گویا اسے پہلی بار ہی چھیڑا ہے۔'' (ترجمہ ماخوذ ''نقوش رسول نمبر'' ج:۴ص:۷)

قرآن نے انقلاب کا آغاز سیاست وقومیت سے نہیں کیا' اس لئے کہ سیاسی اعتبار سے تمام خطہ عرب' بلکہ پوری دنیا اپنا توازن کھو چکی تھی' سیاست و قومیت نام کی کوئی چیز نہیں تھی' اسی طرح تہذیب و اخلاق اور اصلاح معاشرہ سے بھی نہیں کیا' حالانکہ اس وقت یہ قوم اخلاقی پستی کی آخری منزل پر پہنچ چکی تھی' نیز اقتصاد ومعاش کو بھی مدار بحث نہیں بنایا' جبکہ خطہ کی اکثریت مفلسی اور مفلوک الحالی سے دوچار تھی اور یہی اقتصادی بدحالی اور معاشی تنگی بسا اوقات انہیں اپنی جوان اولاد کو قتل کر دینے پر آمادہ کر دیتی تھی' ان حالات میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انقلاب کا آغاز فروغ اقتصادیات ومعاشیات سے ہو' مگر قرآن نے ان تمام چیزوں کو اصل مسئلہ نہیں

بنایا' کیونکہ یہ تمام راہیں منزل مقصود تک نہیں جاتیں' بلکہ راستہ ہی میں دم توڑ دیتی ہیں' اس نوعیت کے انقلابات مستقل اور دیرپا نہیں ہوتے' مستقل انقلاب برپا کرنے کے لئے پائیدار خطوط کی ضرورت ہے' جو عقائد وافکار' جذبات واحساسات اور سوز دروں سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسلامی انقلاب کے مستقل اور دیرپا ہونے کا راز یہ ہے کہ اس کے عقائد وافکار نہایت ٹھوس' مستحکم اور واضح بنیادوں پر قائم ہیں' وہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط اور سورج سے زیادہ روشن ہیں۔

چونکہ قرآن ایک دائمی انقلاب کا محرک ہے' اس لئے سب سے پہلے عقائد وافکار کے مسائل کو چھیڑتا اور مختلف انداز میں پیش کرتا ہے اور نہایت ہی موثر ومحکم اور عام فہم طرز استدلال سے سمجھاتا ہے' مناطقہ کی موشگافیوں اور فلاسفہ کی دقیقہ سنجیوں میں مسائل کو نہیں الجھاتا' اثبات توحید والوہیت میں متکلمین کا خشک طریقہ اختیار نہیں کرتا' بلکہ نہایت سلیس اور شستہ اسلوب میں بیان کرتا ہے اور مخاطب کے مسلمات اور دلائل انفس وآفاق سے حجت تمام کرتا ہے' پھر مخاطب کو بحث وتمحیص کی کھلی چھوٹ ہی نہیں دیتا' بلکہ دلائل کی روشنی میں مدعی ثابت کرنے کی مانگ بھی کرتا ہے۔

محمد السباعی الدیب لکھتے ہیں:

''قرآن مسائل پیش کرتے ہوئے ضمیر وعقل کو مخاطب کرتا ہے' مسئلہ کو بساط بحث پر ڈال کر لوگوں کو غور وخوض' فکر ونظر' اس کی گہرائی وگیرائی تک پہنچنے کی کھلی چھوٹ دیتا ہے' یہ تسلیم نہیں کرتا کہ وہ یہ کہہ کر نکل جائیں: ''ہم نے تو پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہیں کے قدموں پر چلتے ہیں'' بلکہ ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنا دعویٰ دلائل وبصائر کی روشنی میں ثابت کیجئے۔''

(البیان فی اعجاز القرآن:۳۸)

قرآن تعدد الٰہ کے ابطال پر نہایت محکم و پختہ دلیل ایک مختصر سے جملہ میں پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اگر ہوتے ان دونوں میں اور معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے تو دونوں خراب ہو جاتے۔'' (سورۂ انبیاء:۲۲)

یہ وحدانیت کے اثبات اور تعدد الٰہ کے ابطال پر ایسی محکم اور مضبوط دلیل ہے' جس کی کاٹ کسی کے پاس نہیں ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس نظام میں دوئیت ہو جاتی ہے' وہ درہم برہم ہو جاتا ہے' جس طرح ایک گھر کے دو مالک' ایک ادارہ کے دو منتظم اور ایک ملک کے دو حکمران نہیں ہو سکتے' اگر ایک گھر کے دو مالک ہو جائیں' تو گھر تباہ وبرباد ہو جائے' ایک ادارہ کے دو منتظم ہو جائیں تو ادارہ کشمکش کا شکار ہو جائے اور اگر ایک ملک کے دو سربراہ ہو جائیں تو ملک ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو جائے' اسی طرح اگر زمین وآسمان کے دو خدا ہوتے تو یہ سارا نظام کبھی کا درہم برہم ہو چکا ہوتا۔

دوسری جگہ بہت عام فہم دلیل پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:

''کہہ اگر ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم' جیسا کہ یہ بتلاتے ہیں' تو نکالتے صاحب عرش کی طرف راہ۔''

(سورۂ بنی اسرائیل:۴۲)

''اور نہ اس کے ساتھ کسی کا حکم چلے' یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور چڑھائی کرتا ایک پر ایک' اللہ نرالا ہے ان کی بتلائی باتوں سے۔''

(سورۂ مومنون:۹۱)

اگر یہ حاکم ومعبود بننے کی پوزیشن میں ہوتے تو یہ حماقت نہ کرتے کہ غلام اور محکوم بنے رہیں' بلکہ تخت وتاج کو الٹ کر خود تخت نشین ہو جاتے اور اپنا اپنا لشکر لے کر دوسروں پر حملہ کر دیتے:

''وہی تم کو پھراتا ہے جنگل اور دریا میں' یہاں تک کہ جب تم بیٹھے کشتیوں میں اور لے کر چلیں وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے اور خوش ہوئے اس سے' آئی کشتیوں پر ہوا تند اور آئی ان پر موج ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ گھر گئے' پکارنے لگے اللہ تعالیٰ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں' اگر تم نے بچا لیا ہم کو اس سے تو بے شک ہم رہیں گے شکر گزار۔'' (سورۂ یونس:۲۳)

قرآن صرف اپنے دلائل پیش کرنے پر اکتفا نہیں کرتا' مخاطب سے بھی دلیل کا مطالبہ کرتا ہے کہ تم جس کے مدعی ہو' اس پر حجت تمام کرو' بغیر دلیل کے کوئی معمولی بات تسلیم نہیں کی جاتی تو آپ کا اتنا بھاری بھرکم دعویٰ کیسے مان لیا جائے؟ اپنے دعویٰ کا اثبات دلائل وبصائر کی روشنی میں کیجئے:

''تو کہہ! بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا' دکھلاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں' یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں' لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی' یا کوئی علم جو چلا آتا ہو' اگر ہو تم سچے۔'' (سورۂ احقاف:۴)

قرآن نے مختلف انداز میں پہلے مسئلہ توحید کو سمجھایا' اس کے اثبات میں پوری توانائی صرف کی'

کبھی دلیل پیش کی، کبھی مخالفین سے دلائل کا مطالبہ کر کے انہیں لاچار کیا، اس کے ساتھ ان کے عقائد و نظریات کی غلطیوں کو آشکارا اور ان کے مفروضہ دلائل و دعاوی کو باطل کیا، اس طرح تیرہ برس اسی ایک مسئلہ پر لگادیئے، تیرہ برس کی ان مسلسل کوششوں اور پیہم جدوجہد کے بعد جب انقلاب آیا، تبدیلی آئی، عقیدہ توحید ان کے دلوں میں راسخ اور جاگزیں ہوگیا اور کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ“ کا نقش ان کے قلب وجگر پر ثبت ہوگیا، تو دنیا کی کوئی طاقت بسیار اذیتوں اور سخت سے سخت مظالم کے باوصف انہیں توحید سے برگشتہ نہ کرسکی، جھلتی ریتوں، تپتے انگاروں پر لیٹنا منظور، تختہ دار پر لٹکنا تسلیم، رشتہ داروں اور عزیزوں سے دوری گوارا، لیکن کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ“ سے انحراف گوارا نہیں۔

حضرت بلالؓ حبشی کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں، تپتی ریت پر لٹا کر سینہ پر بھاری چٹان رکھ دی گئی، پیروں میں رسیاں باندھ کر شریر لڑکوں کے حوالے کردیا گیا، جو انہیں گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے، مگر ان کی زبان سے ”احد، احد“ نکلتا۔

حضرت سمیہؓ کے دونوں پیروں کو کفار قریش نے اونٹوں کی رانوں میں باندھ کر مختلف سمتوں میں دوڑا دیا، جس سے حضرت سمیہؓ کے جسم کے دو ٹکڑے ہوگئے، مگر کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ“ کا جو نقش ان کے دل پر ثبت ہوا تھا، اس پر ذرہ برابر خراش نہ آئی۔

صفا و مروہ مکہ کی دو پہاڑیاں ہیں، جن کی اہل عرب زمانہ جاہلیت میں تعظیم وتکریم کرتے، انہیں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کا طواف کرتے۔ اسلام لانے کے بعد ان کے دلوں پر یہ شاق گزرا کہ ان کا طواف کریں، کیونکہ یہ دونوں پہاڑیاں دو بتوں کی طرف منسوب ہیں، ان کے اس خلجان کو دور کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی:

”بے شک صفا اور مروہ نشانیوں میں سے ہیں اللہ تعالیٰ کی، سو جو حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ تو کچھ گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں۔“

(سورۂ بقرہ:۱۵۸)

حضرت عمرؓ ابن الخطاب ایک مرتبہ دوران طواف جب حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے تو فرمایا: میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے، نہ تجھ میں نفع پہنچانے کی صلاحیت ہے نہ نقصان، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا۔ یہ تھا قرآن کا اعتقادی انقلاب کہ جس قوم میں ہر پتھر معبود تھا، ہر پتھر کی پرستش ہوتی تھی، اس قوم کو ان پتھروں کی پوجا سے کس قدر نفرت وعداوت ہوگئی۔

☆☆............☆☆

®
HB
TRUSTABLE
MARK
®
Hameed
BROS
JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

دارالعلوم دیوبند

ایک عظیم دینی واصلاحی تحریک

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

دارالعلوم دیوبند محض ایک دینی مدرسہ اور تعلیمی وتربیتی ادارہ ہی نہیں' بلکہ ایک عظیم دینی' علمی اور اصلاحی تحریک کا عنوان ہے' جس نے ملت اسلامیہ کوفکر ونظر کی طہارت و پاکیزگی' قلب وجگر کو عزم واستقامت اور جسم وجان کوتازگی وتوانائی بخشنے میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں' اقامتِ دین اور حریت فکر کی یہی ہمہ گیر تحریک آج ''دیوبندیت'' کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔

یہ دیوبندیت کوئی جدید مذہب یا فرقہ نہیں' بلکہ سلف صالحین سے متوارث قدیم مسلک اہل سنت والجماعت کا ایک متوازن وجامع مرقع ہے' جس میں اہل سنت والجماعت کی تمام شاخیں مربوط اور ہم آہنگ ہوگئی ہیں' شاعر مشرق علامہ اقبال سے کسی نے ایک موقع پر پوچھا تھا کہ یہ دیوبندیت کیا چیز ہے؟ یہ کوئی مذہب وفرقہ ہے؟ تو انہوں نے نہایت مختصر' مگر جامع الفاظ میں فرمایا کہ: ''یہ مذہب ہے نہ فرقہ' بلکہ ہر معقول پسند آدمی کا نام دیوبندی ہے۔'' ایک جملہ میں دیوبندیت کی یہ حقیقت نما تعریف انہیں کے کمال فکر وادب کا حصہ ہے۔

ہندوستان کی سیاسی وثقافتی تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ سلطنت مغلیہ کے زوال کے دوران ہر قسم کا بگاڑ پیدا ہوگیا تھا' شریعت کی جگہ رسوم نے' عقیدہ کی جگہ توہمات نے اور سیاست کی جگہ سازشوں نے لے لی تھی' علمائے دین اور مشائخ ارشاد بھی جن کا معاشرہ کی اصلاح میں اہم کردار رہا ہے' اس عمومی زبوں حالی سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے اور مسلکی وطبقاتی تشتت وانتشار کا شکار ہوکر باہم دست وگریباں تھے' فقہاء صوفیوں کو ذہنی اوہام کا اسیر' باطل تخیلات میں گرفتار اور گم کردہ راہ بتاتے تھے' اور صوفیاً فقیہوں کو محروم باطن' ظاہر پرست اور ذوق شریعت سے عاری ٹھہراتے تھے' علمائے حدیث متکلمین کو عقل کا غلام اور نصوص کتاب وسنت سے بیگانہ کہتے تھے اور علمائے کلام محدثین کو لفظی تعبیرات میں گم بندہ ظواہر کا طعنہ دیتے تھے اور اس طبقاتی آویزش میں اس قدر شدت پیدا ہوگئی تھی کہ اس نے باہمی نزاع کی صورت اختیار کرلی تھی اور ہر طبقہ دوسرے کے ابطال بلکہ تکفیر پر آمادہ نظر آتا تھا۔

تحریک دارالعلوم دیوبند نے اپنے مبنی براعتدال اور جامع مسلک میں (جو درحقیقت حکیم الامت امام کبیر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی دعوت اصلاح وانقلاب کا نقش ثانی اور عکس جمیل ہے) حدیث' تفسیر' فقہ' اصول فقہ' کلام' تصوف' حقیقت ومعرفت وغیرہ جملہ اسلامی علوم وفنون اور احوال ومقامات کو مناسب ترتیب سے یوں جمع کردیا کہ تمام اسلامی علوم وفنون اپنی بھرپور افادیت کے ساتھ ہار کے موتیوں کی طرح ایک سررشتہ میں منسلک ہوگئے' جس سے مسلکی اور علمی طبقات کے ایک نقطہ پر جمع ہونے کی صورت پیدا ہوگئی۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ تحریک دارالعلوم دیوبند یا دیوبندیت کے دو بنیادی عنصر ہیں: ایک علمی اور دوسرا اخلاقی' اور یہ دونوں عنصر اپنے دامن اعتدال وجامعیت میں تمام اسلامی طبقوں اور مسلکوں کے مغز اور روح کو سمیٹے ہوئے ہیں' اس لئے دیوبندیت صحیح معنی میں سارے علمی واخلاقی طبقات کا مرکز اجتماع ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے فضلاء اور ان فضلاء کے تلامذہ نے دیوبندیت کے اسی مذکورہ علمی وفکری منہاج پر اپنے اپنے علاقوں اور دائرہ اثر ورسوخ میں اسلامی مدرسے اور تعلیمی درسگاہیں قائم کیں' یہ سارے ادارے اپنی مستقل حیثیت رکھنے کے باوجود اصولاً اسی نظام شمسی (دارالعلوم دیوبند) کے ستارے ہیں' جن کی ضیاپاش کرنوں سے نہ صرف برصغیر کا علمی ودینی گوشہ گوشہ تابناک ہے' بلکہ پورے براعظم ایشیا اور اس سے بھی گزر کر افریقہ اور یورپ کے دور دراز براعظموں کو بھی علم وہدایت کے اجالے پہنچا رہے ہیں' اس طرح دارالعلوم دیوبند کی یہ دینی' علمی اور اصلاحی تحریک جس کا آغاز ہندوستان کے ایک غیر معروف' گمنام قصبے سے ہوا تھا' آج ایک عظیم عالمگیر تحریک کی حیثیت سے بین الاقوامی برادری میں اپنی خاص پہچان رکھتی ہے' دیوبندی فکر کے حامل دنیا میں پھیلے

سارے دینی مدارس دراصل اسی شجرۂ طوبیٰ (دارالعلوم دیوبند) کی شاخیں ہیں' اصل وفرع کا یہ ایسا اٹوٹ رشتہ ہے' جو ردوقبول کے رسمی ضابطوں سے بالاتر' قرب وبعد کی حدود سے بے نیاز اور معنوی تقسیم وتجزیہ سے ماوراء ہے۔

دارالعلوم دیوبند اور اس کے فکروعمل سے ہم آہنگ ان مدارس اسلامیہ میں ایک معقول تعداد ایسے مدرسوں کی بھی ہے' جو آزادی سے بہت پہلے سے قائم ہیں اور بغیر کسی انقطاع کے مسلسل علم و تہذیب کی روشنی پھیلانے میں مصروف کار ہیں' جنہیں سامراجی حکومت بھی اچھی نظر سے دیکھتی تھی اور ان کی علم پروری' انسانیت نوازی اور وطن دوستی کی کھلے دل سے معترف تھی۔

غرضیکہ ان مدرسوں نے اپنی تعلیم وتربیت کے ذریعہ جہاں اسلامی علوم وفنون کے ماہرین پیدا کئے' جن کی علمی خدمات کی بدولت دنیا میں ملک کا نام سربلند اور روشن ہوا' وہیں زندگی کے ہر شعبے کے لئے فرض شناس' دیانتدار رجال کار بھی فراہم کئے' جن سے براہ راست ملک کے استحکام وترقی میں غیرمعمولی تعاون ملا ہے۔

اعلیٰ انسانی قدروں کے فروغ' تہذیب وتمدن اور حسن معاشرت کو رواج دینے میں ان مدرسوں نے جو قابل قدر خدمات انجام دی ہیں' ان کے پیش نظر بغیر کسی تردد کے کہا جاسکتا ہے کہ ایک منصف مزاج' حقیقت شناس' تعصب وتنگ نظری سے بری تجزیہ نگار جب حکومتوں کے مصارف اور امداد وتعاون سے چلنے والے تعلیمی اداروں اور ان مدرسوں کی علمی' سماجی خدمات کا تفصیلی جائزہ لے گا تو سرکاری تعلیمی اداروں کے مقابلے میں مدارس کی وسیع تر انسانیت نواز خدمات کی تحسین کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آئین و قانون کی رو سے مذہبی و لسانی اکائیوں کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور چلانے کا مکمل حق حاصل ہے' مگر آج ایک خاص فکروذہن اور سیاسی نقطۂ نظر کے تحت اسلامی مدرسوں کو مٹا دینے یا کم از کم انہیں تہذیبی طور پر بے جان بنا دینے کی ملک گیر پیمانے پر مہم چلائی جارہی ہے اور عصری سیاست کے ماہر ''میکاولی'' کی اس تھیوری کے مطابق کہ ''اپنے دشمن کو مارنے سے پہلے ضروری ہے کہ اسے خوب بدنام کیا جائے''، انسانی قدروں کے محافظ ان مدرسوں کو بغیر کسی معقول بنیاد اور قانونی ثبوت کے دہشت گرد بتایا جارہا ہے۔

حیرت تو اس پر ہے کہ دہشت گردی جن لوگوں کی سرشت میں پیوست ہے' جن کا دامن حیات دہشت گردی کے سیاہ داغوں سے تیرہ و تاریک ہے' آج وہی لوگ ان مدارس کو دہشت گرد بتاتے ہیں' جن کی سلامت روی' امن پسندی اور وطن دوستی کے اپنے ہی نہیں' بلکہ پرائے تک معترف ہیں۔

گزشتہ سالوں میں فرانس اور جرمنی کے سفیروں نے دیوبندی مکتب فکر سے متعلق براہ راست معلومات فراہم کرنے اور صحیح حقائق جاننے کی غرض سے دارالعلوم دیوبند آکر یہاں کے نظام تعلیم وتربیت کا بغور مطالعہ کرنے اور طلبہ واساتذہ اور انتظامیہ سے براہ راست گفتگو کرنے کے بعد اپنے تحریری معائنہ میں صاف الفاظ میں اس کا اعتراف کیا کہ دارالعلوم دیوبند اور دیوبندی مکتبہ فکر کے بارے میں آج کل جو باتیں پھیلائی جارہی ہیں' ان کا حقائق وواقعات سے دور کا بھی واسطہ نہیں' بالخصوص جرمنی کے نائب سفیر نے تو دارالعلوم دیوبند میں چوبیس گھنٹے سے زائد وقت گزارا' درسگاہوں میں جاکر اساتذہ کی درسی تقریریں سنیں' طلبہ کے حجروں میں پہنچ کر ان کے رہن سہن اور طرز زندگی کو سمجھنے اور ان سے طویل گفتگو کرکے ان کے عندیہ تک پہنچنے کی کوشش کی' اس تفصیلی تحقیق وتفتیش کے بعد وہ اس درجہ متاثر ہوئے کہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) سے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں کے اساتذہ کا ایک وفد ہمارے یہاں جرمنی آئے اور وہاں آباد مسلمانوں کو اپنے خیالات اور طرز معاشرت سے آگاہ کرے' مزید برآں دہلی واپس جاکر انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے بارے میں انگریزی اخبارات میں ایک مضمون بھی شائع کرایا' جس میں دارالعلوم دیوبند کے بارے میں نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

یہ ہے دارالعلوم دیوبند اور دیوبندیت کی غیروں کی نظر میں سچی تصویر' جسے بعض لوگ سیاسی مقاصد اور مفاد کے تحت دہشت گرد بتارہے ہیں اور دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے اہلکاروں سے جھوٹی رپورٹیں اور مضامین تحریر کراکر عالمگیر پیمانے پر انہیں نشر کیا جارہا ہے۔

لیکن یہ اغراض پسند اچھی طرح سمجھ لیں کہ جب تک ملک میں آئین وانصاف کی عملداری باقی ہے' حق وباطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت زندہ ہے' تہذیب وشرافت کا بول بالا ہے اور انسانی قدروں کا احترام جاری ہے' اس وقت تک یہ لوگ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے' اور نہ ہی ان جھوٹے من گھڑت پروپیگنڈوں سے علم وتہذیب کے ان سرچشموں کو گدلا کرسکتے ہیں' کیونکہ سچائی اور صداقت بہرحال زندہ و پائندہ رہتی ہے اور جھوٹ وفریب کی قسمت میں تباہی و بربادی ہی ہے۔

☆☆............☆☆

گزشتہ قوموں سے سبق حاصل کیجئے

شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے سامنے اکثر ایسا ہوتا کہ قصوں اور گزشتہ قوموں کے حالات و واقعات بیان فرماتے، جس کا سننے والوں پر بہت اچھا اثر پڑتا، اور اس طرح ان کے ذہن کو بہتر طریقہ پر موڑا جاتا، اس لئے کہ سامعین بڑی توجہ اور پوری بیداری کے ساتھ ان قصوں اور حالات کو سنتے، جس کا دل اور گوش شنوا پر بہتر سے بہتر اثر پڑتا، اس لئے کہ اس میں مخاطب کو کرنے نہ کرنے کا کوئی حکم نہ ہوتا، بلکہ دوسروں کے حالات بیان فرما کر ان کو سبق ملتا اور نصیحت حاصل ہوتی، نمونہ سامنے آتا اور اقتداء کا احساس از خود بیدار ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہی انداز بیان پیش فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں، ان سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں۔''

(سورۂ ھود:۱۲۰)

اسی انداز کی حدیث درج ذیل ہے، جس کو مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے:

''آپ نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی سے جو دوسرے گاؤں میں رہتا تھا، ملاقات کو چلا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ کو لگا دیا، جب فرشتہ اس شخص کے پاس آیا تو سوال کیا: تم کہاں جارہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا: اس گاؤں میں میرا بڑا بھائی رہتا ہے، اس سے ملنے جارہا ہوں۔ فرشتہ نے سوال کیا: کیا اس کے پاس تمہاری کوئی جائیداد وغیرہ ہے، جس کو دیکھنے اور نگرانی کی غرض سے جارہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں! ایسا کوئی مقصد نہیں ہے، اس سے اللہ واسطے محبت کرتا ہوں، اس محبت ہی کے سبب اس سے ملنے جارہا ہوں، یہ جواب سن کر اس فرشتہ نے کہا: مجھے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بھائی سے محبت کے سبب تم سے محبت فرماتا ہے۔''

اسی انداز سے تعلیم دینے کا آپ کا وہ طریقہ بھی ہے، جس حدیث میں آپ نے جانوروں پر رحم کرنے اور ان کا خیال رکھنے کی تعلیم دی ہے اور ان کو تکلیف پہنچانے اور ستانے پر عذاب خداوندی سے ڈرایا ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک شخص سفر کر رہا تھا، دوران سفر اس کو بہت زور کی پیاس لگی، اس کو ایک کنواں ملا، وہ کنویں میں اتر گیا، پانی پیا، پھر باہر نکل آیا، اچانک کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے، اور (پیاس کی شدت میں) کیچڑ چاٹ رہا ہے، یہ منظر دیکھ کر اس آدمی نے اپنے دل میں کہا: یہ کتا بھی پیاس کی شدت کی اسی تکلیف میں مبتلا ہے جس میں، میں (مبتلا) تھا، چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے خف میں پانی بھرا اور اس کو اپنے منہ سے پکڑ لیا، یہاں تک کہ اوپر آ گیا، اور کتے کو پانی پلایا، اس کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اس کی مغفرت فرمادی۔''

یہ واقعہ سن کر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسولؐ! کیا جانوروں پر رحم کرنے اور ان کو آرام پہنچانے سے ہم کو ثواب ملتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

''ہر جاندار چیز کو آرام پہنچانے میں ثواب ہے۔''

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے ایک دوسری روایت میں نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک کتا سخت پیاس کی وجہ سے جاں بہ لب ایک کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا کہ اتنے میں بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کی اس پر نظر پڑی' اس نے اپنا خف نکالا اور دوپٹہ سے باندھ کر اس کے ذریعہ پانی نکالا' اور یہ پانی اس کتے کو پلا دیا' اس کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی مغفرت فرمادی۔

بخاری ومسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا' اس عورت نے اپنی بلی کو باندھ دیا' یہاں تک کہ وہ مرگئی' اس کے سبب اس عورت کو جہنم میں ڈال دیا گیا' چونکہ اس نے بلی کو باندھ دیا اور اس کو کھانا نہ دیا' نہ پانی دیا' نہ ہی اس کو چھوڑا کہ کچھ کھائے پیئے' لہٰذا عذاب دیا گیا۔

بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

گہوارے کے اندر صرف تین بچوں نے بات کی ہے:

۱:.....حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام۔

۲:.....صاحب جریج: جریج ایک عبادت گزار شخص تھے' انہوں نے اپنے لئے عبادت کی خاطر ایک جگہ متعین کرلی تھی' وہیں عبادت ونماز میں مشغول رہا کرتے تھے' وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی درمیان ان کی والدہ آئیں اور ان کو آواز دی: جریج! آواز سن کر جریج نے کہا: اے میرے مالک! میری ماں اور نماز (یعنی اب کیا کروں؟) یہ کہہ کر نماز میں مشغول رہے (یعنی ماں کو جواب نہ دیا) والدہ واپس چلی گئیں۔

دوسرے دن پھر یہی صورتحال پیش آئی۔ والدہ آئیں تو وہ نماز پڑھ رہے تھے' والدہ نے آواز دی: جریج! پھر انہوں نے کہا: اے میرے مالک! میری ماں اور نماز (یہ کہہ کر) نماز میں مشغول رہے' والدہ اسی طرح دوسرے دن بھی واپس چلی گئیں۔

اس کے بعد پھر تیسرے دن والدہ آئیں تو جریج نماز پڑھ رہے تھے' پھر انہوں نے آواز دی: جریج! جریج نے پھر یہ کہہ کر: میرے رب! میری والدہ اور نماز! نماز میں مشغول رہے (جب تیسرے دن بھی) وہ والدہ کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو انہوں نے بددعا دی کہ: اے اللہ! جریج کی موت اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ یہ فاحشہ عورت کی طرف نہ دیکھے۔

ایک دن بنی اسرائیل کے کچھ لوگ جریج کی عبادت وبزرگی کا تذکرہ کررہے تھے' ایک فاحشہ عورت تھی جو اپنے حسن وجمال میں مشہور تھی' اس نے کہا: تم چاہو تو میں ان کو اپنے جال میں پھانس لوں' چنانچہ وہ جریج کے سامنے آئی' وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے' چنانچہ اس نے یہ حرکت کی کہ ایک چرواہے سے زنا کیا' جو جریج کی عبادت گاہ ہی میں رہتا تھا' اس چرواہے سے وہ حاملہ ہوگئی' جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ جریج سے پیدا ہوا ہے۔ اس فاحشہ کے بہتان پر لوگ جریج کے پاس آئے اور ان کو مارنا شروع کیا۔ (ایک روایت ہے کہ ان کو بستی میں گھمایا گیا اور ذلیل کیا۔ جب فاحشہ عورتوں کے محلے سے گزرے تو وہ سب جریج کو دیکھنے کے لئے نکل آئیں' انہیں دیکھ کر جریج مسکرائے' ان لوگوں نے کہا: زانی عورتوں کو دیکھ کر مسکرایا)۔ جریج نے ان لوگوں سے پوچھا: کیا بات ہے بھائی؟ کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا: تم نے اس فاحشہ عورت سے زنا کیا ہے' تمہیں سے اس کے بچہ پیدا ہوا ہے' جریج نے پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ وہ لوگ بچے کو لائے' جریج نے کہا: مجھے نماز پڑھنے کا موقع دو' پھر انہوں نے نماز پڑھی' نماز پڑھ کر بچے کے پاس آئے اور اس کے پیٹ میں کچوکہ لگایا اور کہا: اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا: فلاں چرواہا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر لوگ جریج کو بوسہ دینے لگے اور ان کا جسم سہلانے لگے' اور کہا کہ ہم تمہاری عبادت گاہ سونے کی بنادیں گے' جریج نے کہا: نہیں' وہ مٹی کی جیسی بنی ہوئی تھی' ویسی ہی بنادو' چنانچہ ان لوگوں نے ان کی عبادت گاہ بنوادی۔

(ایک روایت میں ہے کہ جب وہ اپنی عبادت گاہ میں گئے تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ ہنسے کیوں تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اپنی والدہ کی بددعا پر ہنسی آئی (یعنی میری یہ آزمائش والدہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہوئی)۔

۳:.....تیسرا بچہ جس نے (گہوارے میں) بات کی' اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک بچہ ماں کا دودھ پی رہا تھا' اسی حال میں ایک شاندار سواری پر ایک نہایت خوش پوشاک شخص گزرا' اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! تو میرے بچے کو ایسا ہی (خوشحال) بنا' جیسا یہ شخص ہے' بچہ دودھ پینا چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے اللہ! مجھے اس شخص جیسا نہ بنا (یہ کہا) اور پھر دودھ پینے لگا' راوی کہتے ہیں کہ جیسے میں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ

رہا ہوں کہ اپنی شہادت کی انگلی منہ میں ڈال کر اس کو چوستے ہوئے اس بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بیان فرما رہے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ کچھ دیر کے بعد لوگ ایک لونڈی کو مارتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے گزرے کہ: ''تو نے زنا کیا ہے' چوری کی ہے'' وہ مارتے جاتے تھے اور لونڈی کہتی جاتی تھی: ''اللہ میرے لئے کافی ہے' وہ بہترین نگہبان ہے۔'' بچے کی ماں نے یہ منظر دیکھ کر کہا: اے اللہ! تو میرے لڑکے کو ایسا (ذلیل وخوار) نہ بنا' بچے نے دودھ پینا چھوڑ کر اس لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ! تو مجھ کو اس (لڑکی) جیسا بنا۔

اس کے بعد ماں اور بچے میں گفتگو ہوئی' ماں نے کہا: تعجب ہے! ایک آدمی اچھی حالت میں گزرا' میں نے دعا کی کہ: اے اللہ! میرے بچے کو ایسا بنا' تو تم نے کہا: اے اللہ! مجھ کو اس جیسا نہ بنا' اور باندی کو لے کر گزرے' وہ لوگ اس کو مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ: تم نے زنا کیا ہے' تم نے چوری کی ہے' تو میں نے دعا کی کہ: اے اللہ! میرے بچے کو ایسا نہ بنا' اور تم نے کہا کہ: اے اللہ! تو مجھ کو اس باندی جیسا بنا۔

بچے نے جواب دیا: یہ آدمی ظالم ہے' اس لئے میں نے کہا: اے اللہ! تو مجھ کو ایسا نہ بنا' اور یہ باندی جس سے کہہ رہے ہیں کہ تم نے زنا کیا ہے' حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا ہے' نہ چوری کی ہے' تو میں نے دعا کی کہ: اے اللہ! مجھے ایسا بنا۔

اس قصہ میں فکر آخرت کی ایسی ترغیب ہے اور اسطرح ڈرایا گیا ہے' جس کی زیادہ تشریح کرنے کی ضرورت نہیں۔

☆☆..........☆☆

قارئین اور جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور ان کی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت تدارک کیا جاسکے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جاسکے۔

ہفت روزہ ختم نبوت میں اشتہار دیجئے

فتنہ قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں سے باخبر رہنے کیلئے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' اور ماہنامہ ''لولاک'' کا مطالعہ کیجئے۔ اس کے خریدار بنئے اور اپنے احباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیے۔ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں اشتہار دے کر جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے وہاں آپ اس کار خیر میں حصہ لے کر دین کی دعوت کے فروغ میں بھی شریک ہوں گے۔

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
رینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جی'' برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

مسلمانوں کی اندرونی حالت

مولانا شمس الحق ندوی

کوئی شخص آنکھوں کے سلامت ہوتے اور بینائی کے پورے طور پر کام کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر کے چلے اور جب ٹھوکر لگے تو شور مچائے کہ کون نالائق آدمی ہے‘ جس نے ہمارے راستہ میں پتھر رکھ دیا‘ اس کو کچھ تو دوسروں پر رحم آنا چاہئے‘ اتنے میں کوئی اس کو چپت مار دیتا ہے‘ یہ شور مچاتا ہے: لوگو! دیکھو یہ کون ہے؟ جو ہم کو مار کر بھاگ گیا‘ یہ کوئی انسانیت ہے؟ پھر بھی وہ آنکھ بند کر کے ہی چل رہا ہے‘ چلتے چلتے پاؤں ایک بیٹھے ہوئے کتے پر پڑ گیا‘ کتا بہر حال کتا ہے‘ پاؤں دبا اور اس نے کاٹ کھایا‘ ارے لوگو! دوڑو کتے نے مجھے کاٹ لیا‘ لوگ انسانیت سے کتنے دور ہوگئے ہیں‘ کتے پال کر آزاد چھوڑ دیتے ہیں‘ اس کی کوئی فکر نہیں کرتے کہ کسی کو کاٹے‘ یہ شخص بڑبڑاتا ہوا بڑھ رہا تھا کہ ایک دیوار سے سر ٹکرایا اور غش کھا کے گر پڑا‘ اب تو اس کی چیخ پکار نے ہنگامہ برپا کر دیا اور نہایت بری بری گالیوں کے شور کے ساتھ کہنا شروع کیا: لوگ کیسے پاگل ہوگئے ہیں کہ راستہ میں دیوار بنا دیتے ہیں۔

مسلمانوں کا حال اس وقت کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے‘ ان کو ایمان اور عقیدۂ آخرت کی بدولت قرآن‘ حدیث اور اسوۂ رسول اکرم کی صورت میں جو نورِ ہدایت کی آنکھیں ملی ہیں‘ ان سے آنکھیں بند کر کے وہ زمانہ کی فتنہ سامانیوں میں گم ہیں اور اس کے نتیجہ میں مسلمان ہونے کے سبب ان کو اللہ تعالیٰ سے جو خصوصی ربط و تعلق ہے‘ اس تعلق کی بنا پر ان پر اللہ تعالیٰ کی جو نوازشات ہونا چاہئیں تھیں‘ اس سے انہوں نے اپنے کو محروم کر لیا ہے‘ اس لئے کہ مسلمانوں کے ساتھ دولت ایمان کی وجہ سے اللہ کا معاملہ دوسرا ہے۔ ان کے ایمان کے تقاضے اور اس کے احکام کے ذرا سے انحراف و بے راہ روی پر فوراً پکڑ ہو جاتی ہے‘ اور ان کو فرمان خداوندی: ”وما اصابکم من مصیبة الا بما کسبت ایدیکم“ کے مطابق سزا ملتی ہے۔

اس وقت مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ اپنے اصل سرمایہ پر نظر کرنے اور اس کو حرز جان بنانے کے بجائے کہ جس سے مسلمان معاشرہ میں انسانیت‘ پیار و محبت‘ حسن اخلاق و کردار‘ ایک دوسرے سے تعاون اور اعتماد کا پرکشش اور سکون بخش ماحول نظر آئے جو دوسری قوموں کو اپنی طرف کھینچے اور ان کو یہ معاشرہ سکون قلب اور راحت جان کا ایک دلآویز سائبان و شامیانہ معلوم ہو‘ اور اس کی طرف بڑھنے اس کی تمنا و آرزو کرنے‘ مسلمان ایسا نہ کر کے دوسروں کی نقالی کے دام فریب میں پھنس کر صرف شکوہ و شکایت اور اپنے زوال و پسماندگی کے اسباب ان قوموں کے افکار و نظریات کو اپنانے سے دوری کو قرار دے رہے ہیں‘ جو خود انسانوں اور انسانیت کی تباہی کا پیش خیمہ بن رہے ہیں۔

اس وقت مسلمانوں کا بالکل وہی حال ہے‘ جس کی تمثیل سے اس مضمون کی ابتداء کی گئی ہے‘ مسلمانوں کو قرآن و سنت اور اسوۂ رسول کی صورت میں انسانیت کی دائمی ہدایت کا جو دستور حیات ملا ہے اور وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں‘ اگر وہ اس کو اپنانے اور اپنی سوسائٹی میں رواج دینے کا کام کرتے تو شکوہ و شکایت کی نوبت بہت کم آتی‘ بلکہ بہت ممکن تھا کہ آج کی جلتی بھنتی دنیا سے پریشان قومیں بھی اسی طرف دوڑتیں۔

اگر مسلمان شریعت اسلامی پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہو جائیں تو کتنے مسائل ہیں جن کے لئے ان کو حکومت سے اپیل و احتجاج کی ضرورت پیش آئے؟ کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان اگر قرآن و حدیث کی روشنی میں زندگی گزارتے تو عدالتوں میں کوئی ایک بھی مسلمان نظر آتا؟ اور اگر ایسا ہوتا تو کیا دوسری قوموں کو اسلام کی حقانیت اور اس کے دین رحمت ہونے میں کوئی ادنیٰ شبہ ہوتا؟ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اصول و تعلیمات کو چھوڑ کر ذلت و رسوائی کو اپنے سر خود مسلط کیا ہے اور شکوہ دوسروں سے ہے۔

کسی جمہوری ملک میں اگر اپنے کچھ حقوق تلف ہو رہے ہوں‘ ملکی قانون میں ہمارے کچھ شعائر پر آنچ آتی ہو یا کوئی ایسی پالیسی سامنے آتی ہو‘ جس سے ہماری دینی اقدار اور آنے والی نسلوں کا ایمان و عقیدہ خطرہ میں پڑتا ہو تو باوقار طریقہ پر افہام و تفہیم کے انداز میں حقائق کو واضح کر کے اور اس کی افادیت کو کھول کر بیان کر کے اپنے حقوق اور دینی و ملی تشخص کی بقا کے

لئے مطالبہ اور شکوہ ہمارا جمہوری حق ہے نہ اس سے انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس میں ذرا بھی غفلت اور سستی جائز و روا ہے‘ لیکن اس سے بھی زیادہ حقیقت کے آئینہ میں دیکھنے اور فکر کرنے کی بات یہ ہے کہ وہ کتنے کام ہیں‘ جن کو ہم خود کر سکتے ہیں اور نہیں کرتے اور جن کے نہ کرنے ہی سے بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں‘ اگر ان پر عمل ہوتا تو شاید یہ نوبت نہ آتی‘ من حیث القوم ہمارے آپس کے تعلقات کیسے ہیں؟ ہماری خاندانی لڑائی جھگڑے‘ اعزہ و اقرباء سے قطع تعلقات‘ حقوق العباد کی ادائیگی میں نہ صرف کرتا ہی بلکہ کبھی حق تلفی‘ میں کسی ملکی یا غیر اسلامی قانون کا کیا دخل ہے؟

مسلمان امت دعوت ہیں‘ جن کا کام قوموں کی رہنمائی و پیشوائی ہے‘ لیکن جب ہم خود اپنے سرمایہ سے خالی ہاتھ ہو جائیں اور دوسری قوموں کی طرح شتر بے مہار (بے نکیل کا اونٹ) کی زندگی گزارنے لگیں تو ہماری عزت کون کرے گا؟

ہمیں اپنے اندر تبدیلی لانے اور خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی فکر کرنا چاہئے اور اپنا وہ مقام پیدا کرنا چاہئے جس سے دوسری قومیں محروم ہیں‘ عزت و سربلندی مانگنے سے نہیں ملتی بلکہ بنانے سے بنتی ہے‘ ہم خود کو ایک باعزت قوم بنا کر اپنے کردار کو اتنا بلند کر لیں کہ دنیا کو خود ہماری ضرورت محسوس ہو اور ہمارا ہاتھ پکڑ پکڑ کر تکریم سے کہا جائے اور ذمہ داریاں سونپی جائیں کہ تم ہی اس کے اہل ہو‘ کارکشائی و کارسازی تمہارا ہی منصب ہے‘ انسانیت کو سنوارنے اور اس کو کائنات کا صدرنشین بنانے کا حق تمہیں کو ہے۔

ہم نسلی طور پر دنیا کی دوسری قوموں کی طرح مسلمان نام کی ایک قوم تو ہیں‘ لیکن ہم میں حقیقت اسلام کتنی پائی جاتی ہے؟ اس پر نہ غور کرتے ہیں‘ نہ اس کو اپنانے کی فکر کرتے ہیں‘ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ وہ کلمہ جس کی بنیاد پر اسلام کی عمارت کھڑی ہوتی ہے‘ اس کے الفاظ تک ہماری بڑی تعداد کو نہ معلوم ہیں‘ نہ معلوم کرنے کی فکر کی جاتی ہے اور نہ ہی اپنی نئی نسل کو اس سے واقف کرایا جاتا ہے‘ اور جن کو کلمہ معلوم ہے‘ ان میں سے بہتوں کو صرف الفاظ معلوم ہیں‘ حقیقت کا نہ دل میں اقرار ہے اور نہ اعتقاد‘ ایسی صورت میں یہ کلمہ ایک اجنبی زبان بن کر ہماری زبانوں پر جاری تو ہو جاتا ہے لیکن بقول اقبال:

تو عرب ہو یا عجم ہو ترا لا الٰہ الا
لغت غریب جب تک ترا دل نہ دے گواہی

کتنی فکر اور تشویش کی بات ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو لا الہ الا اللہ کے الفاظ بھی نہیں معلوم‘ اس صورتحال میں خود ہماری ذمہ داری کتنی بڑھ جاتی ہے؟ اور اس کی طرف کتنی توجہ کی ضرورت ہے؟ یہ کام خواص امت کا ہے‘ امت کا سواد اعظم تو بے حسی و بے فکری کی زندگی گزار رہا ہے‘ اس کو اس نعمت عظمیٰ کا علم و شعور ہی نہیں ہے جو کسی مسلمان کو حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا جہاں اور بہت سے دینی و علمی کام ہو رہے ہیں‘ وہیں بہت فکر و توجہ کے ساتھ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ عامۃ المسلمین کا دینی شعور بیدار کیا جائے اور ان کو روز مرہ کی زندگی اور معاشرہ کے جو عام اور موٹے موٹے اصول و ضوابط ہیں‘ وہ بتائے جائیں اور ان کی دینی غیرت و حمیت کو بیدار کیا جائے‘ ان کو باور کرایا جائے کہ اپنے معاملات اور مسائل زندگی میں جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ بنایا جائے‘ ہمارا دین کامل نہیں ہو سکتا‘ نہ ہم ان بہت سی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات پا سکتے ہیں جو دینی اصولوں کو چھوڑنے‘ مال و دولت کے لالچ اور غرور و گھمنڈ کی وجہ سے ہم پر مسلط ہو گئی ہیں‘ ان چیزوں کی زیادہ تشریح اور وضاحت کی ضرورت نہیں‘ ہمارا بگڑا ہوا معاشرہ خود ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے‘ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم نے قرآن کریم کے یہ الفاظ پڑھے ہی نہیں:

”پروردگار کی قسم! یہ لوگ جب تک
اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ
ٹھہرائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے
دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان
لیں‘ تب تک مومن نہیں ہو سکتے۔“

بے شک اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود نہیں‘ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی وحی اور آپ کی تعلیمات قرآن و حدیث کی شکل میں موجود ہیں۔

ہمارا ازلی دشمن شیطان ہم پر اپنا سب سے کارگر حربہ باہم لڑائی جھگڑا استعمال کرتا ہے‘ باہم اختلاف ڈال دینے کے بعد اس کو گمراہ کرنے کا پورا موقع مل جاتا ہے‘ خاندان کے خاندان اس کے اس کارگر حربہ کی نذر ہو چکے ہیں۔ ہمارا باہمی اختلاف و انتشار ہر چیز پر اثر انداز ہوتا ہے‘ خواہ دینی ہو یا دنیاوی‘ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اس وقت مسلمان طرح طرح کے جھگڑوں میں باہم دست و گریباں ہیں‘ کیا یہ بلا ہم پر کسی ملکی قانون کی وجہ سے مسلط ہوئی ہے؟

لہٰذا مسلمانوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے اندرونی معاملات کو درست کریں‘ خواص‘ عوام کی رہنمائی کی طرف توجہ دیں اور مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ حضرات جزئی اختلافات کو چھوڑ کر حالات کی نزاکت کے پیش نظر اس طرح متفق و متحد ہو جائیں کہ: ”کانھم بنیان مرصوص۔“ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو موجودہ حالات کا ہمیں بہت بُرا خمیازہ بھگتنا پڑے گا‘ جس کا تصور بھی مشکل ہے۔

☆☆............☆☆

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور سرپرستی کرنے والے

ڈنمارک اور ناروے کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے

اللہ رب العزت کے بعد اس کی تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و مرتبہ سب سے اعلیٰ و برتر ہے۔ آپ کی توہین یا آپ کی شان میں گستاخی شدید ترین جرم ہے۔ یہ بدترین جرم کرنے والا شخص مسلمان نہیں رہتا' بلکہ فوراً دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مسلمان کا ایمان اس وقت کامل و مکمل ہوتا ہے جب اس کے دل میں آپ کی محبت اپنی جان' مال' آل اولاد' ماں باپ اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر موجود ہو۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر اشتعال میں آنا فطری اور محبت رسول کی علامت ہے۔ یہی چیز ایک مسلمان کو دیگر مذاہب کے پیروکاروں سے ممتاز کرتی ہے کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور آپ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی برداشت نہیں کرتا۔

کچھ عرصہ پیشتر ڈنمارک کے ایک اخبار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے شائع کر کے توہین رسالت کا ارتکاب کیا جبکہ اس کے بعد ناروے کے ایک اخبار اور بعد ازاں فرانس' اٹلی' جرمنی اور اسپین کے اخبارات نے بھی یہی توہین آمیز خاکے دوبارہ شائع کئے۔ ڈنمارک اور ناروے کی حکومتوں نے توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبارات کا دفاع کر کے گویا یہ ثابت کیا کہ یہ سب کچھ ان کے ایماء پر کیا گیا ہے۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف دنیا بھر کے مسلمانوں کی جانب سے جو جرأت مندانہ ردعمل سامنے آیا' وہ جرأت ایمانی اور محبت رسول کا نمونہ ہے۔ سعودی عرب' پاکستان' کویت' مصر' انڈونیشیا' عراق' افغانستان' صومالیہ' شام' بھارت' فرانس' اٹلی' تھائی لینڈ سمیت دنیا بھر کے دیگر ممالک کی حکومتوں کی جانب سے توہین آمیز کارٹون کی اشاعت کی مذمت کی گئی اور ان ممالک میں اس گھناؤنے جرم کے خلاف زبردست احتجاج اور مظاہرے ہوئے' دنیا کے تمام اسلامی ممالک کی تنظیم OIC نے اس کے خلاف جرأت مندانہ موقف اختیار کرتے ہوئے ڈنمارک کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس سے غیر مشروط معافی کا مطالبہ کیا اور ڈنمارک اور ناروے کی حکومتوں کی جانب سے یہ خاکے شائع کرنے والے اخبارات کے دفاع کی مذمت کی' مختلف ممالک نے ان یورپی ممالک کے سفیروں کو بلا کر احتجاج کیا' جبکہ سعودی عرب اور شام نے بطور احتجاج ڈنمارک سے اپنے سفیر واپس بلا کر ان ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے' جبکہ سعودی عرب میں ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی جاری ہے' عراق نے احتجاجاً ڈنمارک اور ناروے سے دو معاہدے ختم کر دیئے' پاکستان میں سربراہانِ مملکت' ممبران اسمبلی' دینی مدارس' علمائے کرام' دینی جماعتوں' سیاسی جماعتوں' تاجروں اور صحافیوں سمیت تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے ان توہین آمیز خاکوں کی شدید مذمت کی۔

بی بی سی کے مطابق ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد سے مشرق وسطیٰ میں ڈنمارک کی مصنوعات کی فروخت میں کمی ہوئی ہے۔ ہم ان مسلمانوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے حب رسولؐ کے جذبہ سے سرشار ہو کر ڈنمارک کی مصنوعات خریدنا ترک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو اپنی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور بروزِ قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اور آپ کی شفاعت نصیب فرمائے! امت مسلمہ جب تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ و سربلندی کے لئے ہر اقدام اٹھانے کے لئے تیار رہے گی' اس وقت تک عظمت و سرفرازی اس امت کا مقدر رہے گی۔ سعودی حکومت نے ڈنمارک سے اپنے سفیر کو واپس بلا کر اور سعودی عوام نے ڈنمارک کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔ ہم سعودی حکومت کی اس ایمانی جرأت پر اُسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سعودی عرب کی طرح ڈنمارک اور ناروے کی حکومتوں سے سخت احتجاج کرتے ہوئے ڈنمارک اور ناروے سے اپنے سفیروں کو واپس بلائیں اور ڈنمارک اور ناروے کے سفیروں کو ملک بدر کر کے ان ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لیں۔ اسی طرح ہم پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت میں ملوث تمام ممالک بالخصوص ڈنمارک اور ناروے کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا بھرپور ثبوت دیں۔ انشاء اللہ! ان کا یہ عمل قیامت کے دن ان کے لئے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنے گا۔